امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفت وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- مولانا مظہر عالم قاسمی
- کتاب زندگی
- نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیتوں کا فقدان
- ترکی پر امریکہ کا معاشی حملہ
- کیرل ریلیف رپورٹ
- اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 35 مورخہ ۲۹/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰/ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

تبرکات

امت کا فریضہ

قطب عالم حضرت مولانا
محمد علی مونگیری رحمہ اللہ

جس طرح مذہبی اور قومی کاموں کا انضباط وانصرام جس حد تک اس ملک میں بحالت موجودہ ہوسکتا ہے۔ امیر پر فرض ہے کہ اس کی انجام دہی میں سرگرم رہے۔ اسی طرح حدود امیر کے اندر قوم کے جتنے افراد ہیں ان کا فرض ہے کہ امیر کی اطاعت وفرماں برداری کریں اور ان تمام حکموں کو اس کے تسلیم کریں جو شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہوں۔ خلاصہ یہ کہ گناہ اور معصیت کے سوا تمام امور میں امیر کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کی باتوں کو ماننا چاہئے۔ کیوں کہ امیر کی اطاعت واجب ہے اور اطاعت نہ کرنی اور اس کی باتوں کو نہ ماننا تو گناہ ہے اور یہ مسئلہ کتاب اور سنت سے نصاً ثابت ہے اور شریعت اسلامیہ نے سمع وطاعت کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ عوام کی واقفیت کے لیے بعض آیات اور احادیث کو میں اس وقت لکھتا ہوں۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ. (نساء:۵۹) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں اولی الامر ہیں۔

اس آیت میں صریح نص ہے کہ اولی الامر کی اطاعت فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے صیغۂ جمع سے اس کو بیان فرمایا ہے تاکہ اولی الامر کے تمام انواع کو شامل ہو جائے اور اولی الامر کے تمام مراتب کو یہ حکم محیط ہو جائے۔ جس طرح یہ آیت خلیفۃ المسلمین کی اطاعت کو فرض کرتی ہے۔ اسی طرح صوبہ اور ضلع کے مسلم ولاۃ کی اطاعت کو فرض کرتی ہے اور اسی طرح امراء جیش کی اطاعت کو فرض کرتی ہے اور ہر اولی الامر میں یہ تعمیم ہے کہ وہ لوگ خلیفہ کے مقرر کردہ ہوں یا عام مسلمانوں کے مقرر کردہ ہوں اور تمام احادیث وآثار سے اس حکم کی عمومیت کی تشریح ہوتی ہے۔ اسی لیے مفسرین اور محدثین اور فقہا نے ہر قسم کے ولاۃ امور کی اطاعت واجب لکھی ہے۔ چناں چہ سراج المنیر شرح جامع الصغیر میں لکھا ہے: ''علامہ علقمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس امر پر علماء نے اجماع کیا ہے کہ تمام امراء کی (جن کی امارت من جہۃ الشریعت ثابت ہو) اطاعت کرنی واجب ہے۔ ان امور میں جو گناہ کی بات نہ ہو اور اس پر بھی اجماع ہے کہ گناہ کی بات میں امیر کی اطاعت حرام ہے۔ بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کہ أطیعوا اللّٰہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم اور علماء نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ نے واجب بتایا ہے اور وہ لوگ ولاۃ اور (امراء شریعت) ہیں۔ اور یہ قول جمہور مفسرین اور فقہاء اور دیگر اسلامی طبقوں کا ہے۔''

اس نص قرآنی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاۃ امور کے سمع وطاعت کی نہایت سخت تاکید فرمائی ہے اور طاعت کرنے پر جنت کی بشارتیں بھی آپ نے دی ہیں۔ چناں چہ حدیث شریف میں ہے۔ وأطیعوا إذا أمرکم تدخلوا جنۃ ربکم (عن ابی امامۃ الجامع الصغیر) ''تم لوگ اپنے صاحب امر یعنی امیر کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' عن عبداللّٰہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما أحب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فإذا أمر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ. (بخاری شریف جلد ثانی: ص:۱۰۵۷) ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد مسلم پر سمع وطاعت واجب ہے چاہے اس کے نفس کے لیے امر مرغوب ہو یا اس کے نفس پر بار ہو لیکن شرط یہ ہے کہ گناہ ومعصیت کا حکم نہ دیا جاتا ہو اور جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر (اس وقت معصیت کے امر میں) نہ سمع ہے نہ طاعت۔''

عن مسلم بن عامر قال سمعت أبا أمامۃ یقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب فی حجۃ الوداع فقال اتقوا اللّٰہ وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم وأدّوا زکٰوۃ أموالکم وأطیعوا إذا أُمرتم تدخلوا جنۃ ربکم. (رواہ الترمذی)

''مسلم بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ پس آپ نے فرمایا کہ (مسلمانو) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچوں وقتوں کی نمازیں پڑھا کرو اور ماہ رمضان میں روزہ رکھا کرو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور جب تم کسی کو امیر بناؤ تو اطاعت وفرمانبرداری کیا کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

اس حدیث میں صریح حکم ہے کہ جب تم کسی کو امیر بناؤ تو اس کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ یہ حدیث باعتبار عبارۃ النص تو قوم کے بنائے ہوئے امیر کی اطاعت کو واجب کرتی ہے اور باعتبار دلالۃ النص یہ حدیث اس پر بھی دال ہے کہ خود قوم کا امیر بنانا جائز ہے۔ اور یہ امیر اگرچہ تمام قوم سے بعض وجوہ کے اعتبار سے اشرف نہ ہو، جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعت ہی کا حکم دیا ہے۔ چناں چہ بخاری شریف میں ہے: عن أنس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسمعوا وأطیعوا وإن استعمل علیکم عبد حبشی کأن رأسہ زبیبۃ. (بخاری شریف کتاب الاحکام) ''حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر ایسے حبشی غلام کو حکم بنایا گیا ہو جس کا سر گویا بمنزلہ کشمش کے ہو۔ یعنی سر چھوٹا ہو۔ بظاہر ذلیل معلوم ہوتا ہو۔''

بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہا گیا اور حکم دیا گیا ہے کہ اگر امیر کے ذاتی افعال قابل کراہت ہوں اور تمہارے نزدیک ان کے حرکات نہایت بُرے ہوں۔ اس وقت بھی طاعت فی المعروف تم کو کرنی چاہئے اور ایسی صورت میں بھی اس کی اطاعت سے خروج نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں کہ اگر نہ کیا گیا تو اسلامی نظام قائم نہیں رہ سکتا ہے۔ اس لیے باوجود استکراہ کے عدم اطاعت فی المعروف کو خروج عن الجماعت قرار دیا گیا ہے۔

کیوں کہ شرعاً جماعت اسی کا نام ہے کہ جس میں شخص واحد کو والی اور امیر بنایا گیا ہے اور سب لوگ اس کی اطاعت کی بیعت کر چکے ہیں۔ اس وقت اس والی کی اطاعت سے باہر ہونا شرعاً خروج عن الجماعت ہے جو بدترین معصیت ہے۔ چناں چہ بخاری شریف میں ہے: عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من رأی من أمیرہ شیئاً فکرھہ فلیصبر فإنہ لیس أحد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت إلامات میتۃ جاھلیۃ. (بخاری شریف کتاب الاحکام) ''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے امیر سے کسی ایسے کام کو دیکھے جس کو وہ بُرا سمجھتا ہو (یعنی غیر مشروع جانتا ہو) تو چاہئے کہ صبر کرے (اور طاعت فی المعروف سے انکار نہ کرے) کیوں کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی (یعنی تھوڑا بھی) جدا ہو گیا اور مر گیا تو جاہلیت کی موت کی طرح مرا۔'' اللہ اللہ! دیکھو شریعت اسلامیہ نے نظام اسلام کی بقا وتحفظ کے لیے کس قدر زبردست اصول قرار دیا ہے۔ اس سے بہتر کوئی نظم نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث کے الفاظ میں غور کرو۔ یہ حکم خلیفۃ المسلمین کی بابت خاص نہیں ہے بلکہ تمام ولاۃ امور کی بابت یہ حکم ہے۔ اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی جماعت کس شئے کا نام ہے۔ حدیث نے بتایا کہ امیر کی اطاعت سے خروج کرنا جماعت سے خروج کرنا ہے۔ گویا مسلمانوں کی جماعت اس وقت تک جماعت نہیں ہے جب تک ان کا کوئی امیر نہ ہو۔ چناں چہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: قال الطبری والصواب أن المراد فی الخبر لزوم الجماعۃ الذین فی طاعۃ من اجتمعوا علی تأمیرہ فمن نکث بیعتہ خرج عن الجماعۃ. (فتح الباری: جلد ۱۳/ص:۳۱) ''طبری نے کہا ہے کہ صواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو لزوم جماعت کا حکم ہے اس سے مراد لازم پکڑنا اس جماعت کا ہے جو کہ فرمانبردار ہو۔ اس شخص کے کہ جس کے امیر بنانے پر لوگوں نے اتفاق کر لیا ہو (یعنی جن لوگوں نے باتفاق کسی کو امیر بنایا ہو انہیں لوگوں میں شامل رہنا چاہئے) پس جس شخص نے بیعت کو توڑ دیا وہ جماعت سے خارج ہو گیا۔'' (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

قانون کی حفاظت

''قوانین وضوابط کی پابندی سے انسانوں کی زندگی خوشگوار گذرتی ہے، کیونکہ اگر قوانین کی پابندی نہ کی جائے تو انسانوں کے تمام مقاصد فوت ہو جائیں گے، انسانوں کی زندگی تباہ ہو جائے گی، اسی کے ساتھ وضع قوانین اور ان کی پابندی کی ضرورت ہر عقل مند آدمی کو اسی نتیجہ پر پہونچاتی ہے کہ اس امر کی نگرانی ہونی چاہئے کہ بنی نوع انسان ان قوانین کی پابندی بھی کرتا ہے کہ نہیں تا کہ جو لوگ قوانین کی خلاف ورزی کریں تو انہیں قانون کے مطابق سزا دی جائے۔'' (حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ بانی امارت شرعیہ)

بلا تبصرہ

''کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بیشتر ایم پیز اور ایم ایل ایز اپنا بینک بیلنس اور اپنی جائیدادیں (اکثر بے نامی) بڑھانے کی عملاً مشینیں بن چکے ہیں۔ تمام شہروں میں بلدی اداروں کے پاس ٹاؤن پلاننگ کا شعبہ ہوتا ہے لیکن عملی طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ اپنے ووٹ بینک کو مضبوط کرنے کے لئے نئی نئی بستیاں قائم کرتے ہوئے 'ٹاؤن پلاننگ' کی ذمہ داری ارکان مقننہ جات نے لے رکھی ہے۔ اگر ان کو ہی یہ ذمہ داری نبھانا ہے تو عوامی فنڈز کے ساتھ بلدی شعبہ کو قائم رکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔'' (عرفان جابری روزنامہ ندیم بھوپال ۲۰/اگست ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ----- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

شریعت اسلامی کی پابندی:

﴿اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا، وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔﴾ (سورۂ آل عمران: ۸۵)

مطلب: حق تعالیٰ سبحانہ نے اپنے آخری پیغمبر محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو جو دین وشریعت عطا کیا، وہ ہر طرح کامل ومکمل ہے، جس میں زندگی کے ہر پہلو پر رہنمائی کی گئی ہے، چاہے اس کا تعلق عقائد وعبادات سے ہو، معاشرت ومعیشت سے یا سیاست وقیادت کا میدان ہو، ہر جگہ اور ہر لمحہ اسلام میں اس کا حل موجود ہے، اس پر ہی عمل کرنے میں ہماری نجات ہے، لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے احکام الٰہی اور تعلیمات رسل سے پہلو تہی اختیار کرلی اور بہت سے لوگ مغربی تہذیب اور غیر شرعی رسم ورواج کے دلدادہ بن گئے، جس کے باعث اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا ذریعہ بن رہے ہیں، وہ بے حجابی وعریانیت کے سیلاب میں بہتے جارہے ہیں، بدعات وخرافات کے دلدل میں پھنستے جارہے ہیں، اس طرح کی بہت سی ایسی سماجی ومعاشرتی برائیاں پیدا ہوگئی ہیں، جس نے معاشرہ کی روحانی اور اخلاقی قدروں کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا شروع کردیا ہے، اس وقت معاشرہ میں جہاں کرپشن وجرائم اور بدعنوانی کی گرم بازاری ہے، وہیں بے راہ روی عام ہوتی جارہی ہے، جس سے ہماری نئی نسلیں دین واخلاق سے عاری ہوتی جارہی ہیں اور کردار بگڑتا جارہا ہے، اگر ہم نے لادینیت کے اس سیلاب کو نہیں روکا تو حالات بد سے بدتر ہوجائیں گے، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو دین وشریعت سے واقف کرائیں، اسلام نے اولاد کی دینی واخلاقی تربیت پر زور دیا اور کہا کہ تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا، لیکن اکثر یہ دیکھا جارہا ہے کہ لوگ اس میں غفلت برت رہے ہیں، جس کی وجہ سے خاندانی نظام کے تانے بانے اور قرابت داری کے بندھن ٹوٹتے اور بکھرتے جارہے ہیں اور ہر انسان اپنے مفاد کو فوقیت دے رہا ہے، قرابت داری اور عزیز داری کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ گئی ہے، پھر مسلمانوں کو شکایت رہتی ہے کہ آج دنیا دار لوگ انہیں پامال کررہے ہیں، مگر ہم خود اپنے احوال کا جائزہ نہیں لے رہے ہیں، اگر مسلمان اپنی شناخت کے ساتھ زندگی گذارنے کا عہد کرلیں تو کوئی اس کو نقصان نہیں پہونچا سکتا، وقت کا یہی تقاضہ ہے کہ ہم اپنے کو اور سماج کے ماحول وفضا کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں، یقین مانیئے کہ ہم کو کوئی گلہ وشکوہ نہ ہوگا اور ایسے معاشرہ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔

چار باتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طاقت ور مسلمان اللہ کی نگاہ میں کمزور مسلمان سے زیادہ بہتر ہے اور ہر خیر میں اپنے لیے نفع بخش پہلو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اللہ سے مدد چاہو اور حوصلہ نہ ہارو اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہونچے تو یہ مت کہو کہ کاش میں ایسا کرلیتا؛ بلکہ یہ کہو کہ اللہ نے یہی مقدر کر رکھا تھا اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس لیے ''اگر'' کا کلمہ شیطان کے عمل وسوسہ کے دروازے کھول دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

وضاحت: اس حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو چار چیزوں کی طرف توجہ دلائی کہ اگر مسلمان اپنی زندگی کو ان اصولوں کے مطابق گذارے تو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ اپنی طاقت وتوانائی کو بڑھانے کی فکر کرنی چاہئے، بزدلی اور پست ہمتی مسلمانوں کا شیوہ نہیں، دوسری بات یہ بتلائی گئی ہے کہ جب بھی کوئی خیر اور بھلائی کا عمل دیکھے تو اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے، نیک کاموں کو انجام دینے کے لیے ٹال مٹول سے کام نہ لے کہ پھر کبھی کروں گا، کل کو کس نے دیکھا ہے، جو زندگی ملی ہے، اس کو غنیمت جانے اور اعمال خیر کو کر گذرے، تیسرے یہ کہ اگر کوئی مسلمان دین کی سربلندی کے لیے کوئی منصوبہ اور خاکے بنائیں تو اس کو انجام تک پہونچانے کی پوری جدوجہد کرے اور اس کے لیے عزم واستقلال کا مظاہرہ کرتا رہے، کبھی بھی عزم وحوصلہ کو کمزور نہ ہونے دے، وہ مایوسی کے شکار نہ ہوں، اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر کردیا ہے، اس لیے حالات سے گھبرا کر عجلت پسندی سے کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ سے نصرت ومدد کا طلب گار ہونا چاہئے اور یقین مانئے کہ اللہ اس کو کامیاب اور بامراد فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے، ہم انہیں ضرور اپنی راہیں دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے، چوتھے یہ کہ اگر حالات ناسازگار ہوجائیں تو اللہ کے فیصلوں پر راضی رہئے؛ کیوں کہ آزمائشیں زندگی میں آتی رہتی ہیں اور حقائق کی دنیا میں انسانی توقعات اور منصوبے شکست وریخت کا شکار ہوتے رہتے ہیں، اس ناکامی میں کہیں تو اس کی عملی کوتاہیوں کا دخل ہوتا ہے اور کہیں انسان کی فطری عجلت پسندی اور جلد بازی کا ہاتھ ہوتا ہے؛ کیوں کہ جلد بازی اس کی فطرت تخلیق ہے، اس لیے ناسازگار حالات سے شکستہ دل نہ ہوئیے، بلکہ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیجئے، قیل وقال سے پرہیز کیجئے، اگر ایسا ہوتا تو یہ نہ ہوتا، اگر ایسا ہوتا تو ایسا ہوتا، وغیرہ سے گریز کیجئے، بلکہ یہ سمجھئے کہ اللہ کو یہی منظور تھا، اور عین ممکن ہے کہ اللہ نے اسی میں خیر رکھا ہے، اگر اور مگر کے جھمیلوں میں الجھ گئے تو شیطان راہ حق سے دور کردے گا اور اس کے مکر وفریب کے جال میں پھنس جائیں گے، پھر راہ حق سے دور ہوجائیں گے، اللہ ہم سب کو اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

محرم الحرام کے رسوم وبدعات اور اکابر کے فتاوے

محرم الحرام وہ مبارک ومحترم اور پاکیزہ مہینہ ہے جس سے ہجری سال کا آغاز ہوتا ہے اور ہجری سال جو عبارت ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور حضرات صحابہ کرام کی بے مثال قربانیوں سے جس سے دنیا نے ایک نئی اور روشن صبح کی جانب کروٹ لی، ایک نئے عہد اور نئی تاریخ کی ابتدا ہوئی اور ایک عظیم الشان انقلاب کا آغاز ہوا، ایسا انقلاب جس سے ظلم وبربریت کا خاتمہ ہوا، اونچ نیچ، کالے گورے، عربی وعجمی اور ذات وبرادری کا بت پاش پاش ہوا اور ہر طرح مساوات اور امن وسکون کی پرکیف ہوائیں چلیں، عدل وانصاف نے فضاؤں کو مہکایا، انسان نے انسان کی قیمت جانا، انسانی قدروں کو وقار ملا اور زندگی گذارنے کا ایسا سلیقہ ملا جس سے خزاں مین بہار آگیا اور پوری انسانیت کھل اٹھی۔

چاہئے تو یہ تھا کہ ہجری سال کا استقبال وآغاز انتہائی پاکیزگی، شریعت کی مکمل پاسداری اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری سے کی جاتی لیکن بدقسمتی سے ہم نے ہجری سال کے ابتدائی مہینہ کو جسے محرم الحرام کہا جاتا ہے جو محترم وباعظمت مہینہ تھا غم اور سوگ، ماتم وتعزیہ، ڈھول، تاشہ، باجا، کھچڑا، سبیل اور طرح طرح کے واہیات وخرافات اور غلط رسم ورواج میں جکڑ دیا۔ آیئے ان رسم ورواج کو اکابر کے فتاویٰ کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہاں تک صحیح ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کا فتویٰ

تعزیہ بنانا، اس کی تعظیم کرنا، اس سے منت مرادیں مانگنا، چومنا، علم نکالنا، دلدل بنانا، تخت اٹھانا، مینڈھی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، ماتم اور نوحہ کرنا، چھاتیاں کوٹنا یہ سب کام ناجائز، حرام اور مفضی الی الشرک ہیں، شریعت مقدسہ ایسے کاموں کی اجازت نہیں دیتی، یہ اسلامی توحید اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور سچی تعلیم کے خلاف ہیں، اور عقل صحیح بھی ان کی اجازت نہیں دیتی، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے کارناموں میں اس قسم کے فضولیات کا نام ونشان نہیں۔ (کفایت المفتی ۲۳۵/۱)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ

تعزیہ کے ساتھ جو معاملات کئے جاتے ہیں ان کا معصیت وبدعت بلکہ بعض کا قریب بہ کفر وشرک ہونا ظاہر ہے اس لئے اس کا بنانا بلاشک ناجائز ہوگا اور چونکہ معصیت کی اعانت معصیت ہے، اس لئے اس مین باچھ یعنی چندہ دینا یا فرش وفروش وسامان وروشنی سے اس میں شرکت کرنا سب ناجائز ہوگا، اور بنانے والا اور اعانت کرنے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔ (امداد الفتاویٰ ۲۸۷/۵)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال:۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا غم کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ غم اس وقت تھا جب آپ شہید ہوئے، تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ (تالیفات رشیدیہ ۴۷۲) محرم میں سبیل لگانے اور ذکر شہادت حسینؓ کے متعلق فرماتے ہیں۔ محرم میں ذکر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ (تالیفات رشیدیہ ۱۳۲)

مفتی محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

محرم کے رسوم: سوال۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت عظمیٰ پر رسم تعزیہ داری، سیاہ پوش ہونا ننگے سر ہونا، سر میں خاک ڈالنا، سر کو پیٹنا، ماتم کرنا واویلا کرنا، نوحہ کرنا، مرثیے گانا، چلا چلا کر رونا علم نکالنا ڈھول تاشے بجانا اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کی اصل کیا ہے؟

جواب:۔ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت یقیناً ایک دردناک حادثہ ہے اور خاندان نبوت سے عقیدت ومودت کا تعلق رکھنے والوں کے لئے روح فرسا واقعہ ہے سب کو اس سے عبرت حاصل کرنا لازم ہے کہ حق پر کس طرح قائم رہنا چاہیے، کسی جابر طاقت کے سامنے جھکنے سے جام شہادت نوش کرنے کا مقام بہت بلند ہے، لیکن یہ انتہائی بدقسمتی اور حرماں نصیبی ہے کہ جرأت اور حق گوئی کا سبق حاصل کرنے کی جگہ پر ان جاہلانہ اور زنانہ مراسم نے قبضہ کرلیا ہے اور اب ان ہی کے ذریعہ حق وفاداری ادا کیا جاتا ہے اور مذکورہ سوال میں بعض چیزیں مکروہ ہیں، بعض بدعت سیئہ ہیں، بعض حرام ہیں، بعض درجہ شرک تک پہونچے ہوئے ہیں، اہلسنت والجماعت کے مسلک سے ان کا کوئی ربط نہیں ہے، یہ روافض کا شعار ہے ان کی صحبت کا اثر بے علم یا بے عمل اہلسنت والجماعت میں بھی پھیل گیا ہے، ان کا بند کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۷۷/۳)

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کا فتویٰ

محرم شریف میں سوگ کرنا حرام ہے (عرفان شریعت ۷/۱)

تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض اور روگردانی کریں اس کی جانب دیکھنا بھی نہیں چاہیے۔ (عرفان شریعت ۱۵/۲)

محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت ناجائز ہے (عرفان شریعت ۱۶/۱)

تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے جو قطعا بدعت وناجائز اور حرام ہے۔ (رسالہ تعزیہ داری حصہ دوم)

ان سارے فتاوے کی روشنی میں آپ خود ہی فیصلہ کرلیجئے کہ محرم کے تعلق سے کئے جانے والے خرافات کہاں تک صحیح ہیں۔ فقط

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 35 مورخہ ۲۹ر ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۰ر ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

سال نو

۱۴۳۹ھ اپنے آخری دور سے گذر رہا ہے اور ہم ۱۴۴۰ھ میں داخل ہوا ہی چاہتے ہیں، چند ساعتوں، یا دنوں میں یہ سال گذر جائے گا اور نئے سال کا سورج ہماری زندگی کے مہہ وسال کا ایک سال کم کر چکا ہوگا، ہم موت سے اور قریب ہو چکے ہوں گے، انسان بھی کتنا نادان ہے وہ بڑھتی عمر کا جشن مناتا ہے، مبارک باد پیش کرتا ہے، قبول کرتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ ہماری عمر جس قدر بڑھتی ہے، موت اور قبر کی منزل قریب ہوتی رہتی ہے اور بالآخر وقت موعود آجاتا ہے اور آدمی قبر کی آغوش میں جا سوتا ہے۔ جو لوگ صاحب نظر ہیں اور جن کے ذہن میں فکر آخرت رچی بسی ہوئی ہے، وہ گذرے ہوئے سال سے سبق لیتے ہیں، اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں، نئے سال کا استقبال تجدید عہد سے کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری زندگی رب مانی گذرے گی، من مانی ہم نہیں کریں گے، اس عہد پر قائم رہ کر جو زندگی وہ گذارتے ہیں وہ رب کی خوشنودی کا سبب بنتا ہے اور اس کے نتیجے میں بندہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔

نئے سال کی آمد پر ہم لوگ نہ محاسبہ کرتے ہیں اور نہ ہی تجدید عہد، بلکہ ہم میں سے بیش تر کو تو یاد بھی نہیں رہتا کہ کب ہم نئے سال میں داخل ہو گیے، عیسوی کلینڈر سب کو یاد ہے، بچے بچے کی زبان پر ہے، انگریزی مہینے فر فر یاد ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے سے جب چاہیے سن لیجئے؛ لیکن اسلامی ہجری سال، جو اسلام کی شوکت کا مظہر ہے، اس کا نہ سال ہمیں یاد رہتا ہے اور نہ مہینے، عورتوں نے اپنی ضرورتوں کے لئے کچھ یاد رکھا ہے، لیکن اصلی نام انہیں بھی یاد نہیں بھلا، بڑے پیر اور تر تیزی، شب برأت، خالی، عید، بقرعید کے ناموں سے محرم صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ جو اسلامی مہینوں کے اصلی نام ہیں، ان کو کیا نسبت ہو سکتی ہے، ہماری نئی نسل اور بڑے بوڑھے کو عام طور پر یا تو یہ نام یاد نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو ترتیب سے نہیں، اس لیے ہمیں اسلامی مہینوں کے نام ترتیب سے خود بھی یاد رکھنا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی یاد کرانا چاہیے، یاد رکھنے کی سب سے بہتر شکل یہ ہے کہ اپنے خطوط اور دوسری تحریروں میں اسلامی کلینڈر کا استعمال کیا جائے۔ پروگرام اور تقریبات کی تاریخوں میں بھی اس کا استعمال کیا جائے، کیونکہ بعض اکابر اسے شعار اسلام قرار دیتے ہیں اور شعار کے تحفظ کے لیے اقدام دوسری عبادتوں کی طرح ایک عبادت ہے۔

ہجری سال کی تعیین سے پہلے، سال کی پہچان کسی بڑے واقعے سے کی جاتی تھی۔ جیسے قبل مسیح، عام الفیل، عام ولادت نبوی وغیرہ، یہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت تک جاری تھا، حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں مجلس شوریٰ میں یہ معاملہ رکھا کہ مسلمانوں کے پاس اپنا ایک کلینڈر ہونا چاہیے۔ چنانچہ مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ اسلامی کلینڈر کا آغاز ہجرت کے واقعہ سے ہو، چنانچہ سال کا شمار اسی سال سے کیا جانے لگا، البتہ ہجرت کا واقعہ ربیع الاول میں پیش آیا تھا، لیکن سال کا آغاز محرم الحرام سے کیا گیا، کیونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ زمانہ جاہلیت میں بھی تھا۔ اس طرح اسلامی ہجری سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے۔

محرم الحرام ان چار مہینوں میں سے ایک ہے، جس کا زمانہ جاہلیت میں بھی احترام کیا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہیں اور یہ اسی دن سے ہیں، جس دن اللہ رب العزت نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے خاص ادب کے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار مہینوں کی تفصیل رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم بیان کی ہے، پھر حضرت ابوذر غفاریؓ کی ایک روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ تمام مہینوں میں افضل ترین اللہ کا وہ مہینہ ہے جس کو تم محرم کہتے ہو، یہ روایت سنن کبریٰ کی ہے، مسلم شریف میں ایک حدیث مذکور ہے کہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہ محرم کے ہیں، اس ماہ کی اللہ کی جانب نسبت اور اسے اشہر حرم میں شامل کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس مہینے کی فضیلت شہادت حسین کی وجہ سے نہیں، بلکہ بہت پہلے سے ہے۔

اسی مہینے کی دس تاریخ کو یوم عاشوراء کہا جاتا ہے، رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت کے قبل اس دن کا روزہ فرض تھا، بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق قریش بھی زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس روزہ کا اہتمام فرماتے تھے، یہودیوں کے یہاں اس دن کی خاص اہمیت ہے، کیوں کہ اسی دن بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گیے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا، معلوم ہوا کہ یہودی فرعون سے نجات کی خوشی میں یہ روزہ رکھتے ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم یہودیوں سے زیادہ اس کے حقدار ہیں کہ روزہ رکھیں، لیکن اس میں یہودیوں کی مشابہت ہے، اس لیے فرمایا کہ تم عاشورا کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو، اس طرح کہ عاشوراء سے پہلے یا بعد ایک روزہ اور رکھو۔ علامہ عینی کے مطابق اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے اور حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر آئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی اسی دن واپس ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے، حضرت ایوب علیہ السلام کو مہلک بیماری سے نجات ہوئی، حضرت سلیمان علیہ السلام کو خصوصی حکومت ملی، اور ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن "غفر له ما تقدم من ذنبه" کے ذریعہ مغفرت کا پروانہ عطا کیا گیا۔ اس طرح دیکھیں تو یہ سارے واقعات مسرت وخوشی کے ہیں اور اس دن کی عظمت وجلالت کو واضح کرتے ہیں، اس لیے اس مہینے کو منحوس سمجھنا، اور اس ماہ میں شادی بیاہ سے گریز کرنا ناواقفیت کی دلیل ہے اور حدیث میں ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔

یقیناً اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اہل خاندان کے ساتھ شہادت تاریخ کا بڑا الم ناک، کرب ناک اور افسوس ناک واقعہ ہے، جس نے اسلامی تاریخ پر بڑے اثرات ڈالے ہیں، اس کے باوجود ہم اس دن کو بُرا بھلا نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ماتم کر سکتے ہیں، اس لیے کہ ہمارا عقیدہ ہے حضرت حسینؓ اور ان کے خانوادے اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، حق کی سربلندی کے لیے شہید ہوئے اور قرآن کریم میں ان حضرات کے بارے میں ارشاد ہے کہ جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے انہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، البتہ تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے، قرآن انہیں زندہ قرار دیتا ہے، اور ظاہر ہے ہمیں تو مُردوں پر بھی ماتم کرنے، گریباں چاک کرنے، سینہ پیٹنے اور زور زور سے آواز لگا کر رونے سے منع کیا گیا ہے، پھر جو زندہ ہیں، ان کے ماتم کی اجازت کس طور دی جا سکتی ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

روئیں وہ، جو منکر ہیں حیات شہداء کے
ہم زندہ و جاوید کا ماتم نہیں کرتے

اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں تعزیے نکالے جاتے ہیں، تعزیہ نکالنے کی اجازت تو شیعوں کو چھوڑ کر کسی کے یہاں نہیں ہے، پھر جس طرح تعزیہ کے ساتھ نعرے لگائے جاتے ہیں یا علی، یا حسینؓ یہ تو ان حضرات کے نام کی توہین لگتی ہے، حضرت علی، کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسین کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگانا عظمت صحابہ کا تقاضہ اور داماد رسول اور نواسہ رسول کے احترام کا ایک طریقہ ہے۔ لیکن جلوس میں اس کی پرواہ کس کو ہوتی ہے، اس طرح ان حضرات کا نام ٹیڑھا میڑھا کر کے لیتے ہیں کہ ہمارے باپ کا نام اس طرح بگاڑ کر کوئی لے تو جھگڑا رکھا ہوا ہے، بے غیرتی اور بے حمیتی کی انتہا یہ ہے کہ اسے کار ثواب سمجھا جا رہا ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ اس موقع سے جلوس کے ساتھ بعض جگہوں پر رقاصائیں رقص کرتی ہوئی چلتی ہیں، عیش ونشاط اور بزم طرب ومسرت کے سارے سامان کے ساتھ حضرت حسین کی شہادت کا غم منایا جاتا ہے، اس موقع سے شریعت کے اصول واحکام کی جتنی دھجیاں اڑائی جا سکتی ہیں، سب کی موجودگی غیروں کے مذاق اڑانے کا سبب بنتی ہے، اور ہمیں اس کا ذرا بھی احساس وادراک نہیں ہوتا۔

جلوس کے معاملہ میں ہمیں ایک دوسرے طریقہ سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے، تاریخ کے دریچوں سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت حسین رضی اللہ علیہ کی شہادت کے بعد اس خانوادہ میں بیمار حضرت زین العابدین اور خواتین کے علاوہ کوئی نہیں بچا تھا، یہ ایک لٹا ہوا قافلہ تھا، جس پر یزیدی افواج نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے، ان کے پاس جلوس نکالنے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا تھا، تیر، بھالے، نیزے اور علم تو یزیدی افواج کے پاس تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر نیزے پر تھا اور یزیدی بزعم خود اپنی فتح وکامرانی کا جلوس لیکر یزید کے دربار کی طرف روانہ ہوئے تھے، ہمارے یہاں جلوس میں جو کروفر اور شان وشوکت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، یہ کس کی نقل کی جا رہی ہے؟ ذرا سوچئے کھلے ذہن سے سوچیے تو معلوم ہوگا کہ ہم کسی اور کی نقل کر رہے ہیں، حسینی قافلہ کی تو اس دن یہ شان تھی ہی نہیں، اس لیے مسلمانوں کو ایسی کسی بھی حرکت سے پرہیز کرنا چاہیے، ایسے جلوس میں نہ خود شامل ہوں اور نہ اپنے بچوں کو اس میں جانے کی اجازت دیں۔

ووٹر لسٹ میں نام درج کرائیں

۲۰۱۹ء میں لوک سبھا الیکشن ہونے والا ہے اور بعض ریاستوں میں اسمبلیوں کے بھی چناؤ ہوں گے، اس کے لئے جیسے جیسے دن قریب آرہے ہیں سیاسی اور جماعتی سطح پر صف بندی شروع ہوگئی ہے، قومی پارٹیوں کے علاوہ علاقائی پارٹیاں بھی سرگرم ہوگئی ہیں، سیاست دانوں کی وفاداریوں کے پیمانے بھی بدل رہے ہیں اور الیکشن قریب آتے آتے بہت سے منظر نامے بھی سامنے آئیں گے ایسے حالات میں اگر اقلیتوں اور پسماندہ طبقات نے فکر وعمل اور ہم آہنگی کا مظاہرہ کیا تو ملک کی سیاسی تقدیر بدل سکتی ہے کیونکہ اس وقت ملک میں معاشی، سیاسی اور سوشل مسائل کا سنگین بحران ہے، مرکزی حکومت اور صاحب اقتدار کے جارحانہ طریقہ عمل نے ملک کے جمہوری ڈھانچہ کو کمزور کر دیا ہے، اگر ہم نے ہوشمندی اور دور اندیشی سے کام نہ لیا تو مستقبل میں شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، اس کے لئے ابھی سے ہی منصوبہ بندی کرنی ہوگی اور اپنے ووٹ کے تناسب کو بڑھانا ہوگا، ووٹ کے ذریعہ جو نمائندے منتخب ہوتے ہیں انہیں کے ذریعہ ملک کی پوری انتظامیہ تشکیل پاتی ہے اس طرح ملک کا نظم ونسق آپ کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے ارکان پر منحصر رہے اور یہی آپ کے نمائندے بھی ہیں، اس لئے ووٹ دینا آپ کا جمہوری حق اور قومی فریضہ ہے تاکہ آپ ایسے نمائندوں کو منتخب کر سکیں جو صالح کردار کے حامل ہوں اور حق وسچائی کے طرف دار ہوں اس لئے آپ ووٹنگ میں ضرور حصہ لیجئے ابھی الیکشن کمیشن کی طرف سے ووٹر لسٹ کی جدید کاری کا عمل جاری ہے، جن لوگوں کی عمر یکم جنوری ۲۰۱۹ء کو ۱۸ر سال مکمل ہونے والی ہے، وہ اپنا صحیح نام وپتہ ووٹر لسٹ میں درج کرائیں، اس سلسلہ میں الیکشن کمیشن نے ایک فارم بھی تیار کیا ہے اس فارم کو صحیح طریقہ سے بھریں اور الیکشن کمیشن کے اہلکاروں کے پاس جمع کر دیں، جن لوگوں کے نام پہلے سے ہیں وہ بھی ووٹر لسٹ کو چک کرلیں کہ وہ صحیح طریقے سے درج ہیں یا نہیں، اگر کمی کوتاہی نظر آئے تو فوراً متعلقہ افسران سے رابطہ کر کے اس کو درست کرالیں، ایسا نہ ہو کہ عین وقت پر کف افسوس کرنا پڑے، ووٹر لسٹ میں نام درج کرانے کے لئے علاقائی کی سرکردہ شخصیات اور سماجی وسیاسی دانشور اصحاب بھی لوگوں میں بیداری لانے کے لئے ایسی مہم چلائیں کہ کوئی نام چھوٹنے نہ پائے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا اس کے ذریعہ آپ کی شہری شناخت بھی قائم رہے گی اور آپ ووٹ کے بھی حقدار ہوں گے۔ نیز ووٹنگ کا تناسب بھی بڑھے گا۔

یادوں کے چراغ

مولانا مظہر عالم قاسمیؒ

: مولانا محمد شمیم اختر ندوی

موت برحق ہے ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کی موت کا صدمہ بہت دیر تک محسوس کیا جاتا ہے اور جنکو بھلانے میں بھی زمانہ لگ جاتا ہے ایسی ہی شخصیت حضرت مولانا مظہر عالم قاسمی رحمہ اللہ علیہ بن عزیز الرحمان) بانی و مہتمم دارالعلوم عزیزیہ میرا روڈ وصدر جمعیہ علماء میرا بھائیندر (کی تھی جن کی وفات حسرت آیات مورخہ 3 ستمبر 2018 کو دوپہر تقریباڈھاء بجے میرا روڈ میں ہوگئی اور اپنے پیچھے بہت سوں کو روتا بلکتا چھوڑ گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

مولانا مرحوم کی ولادت اپنے آبائی گاوں برار ضلع سیتامڑھی بہار میں سن 1945 میں ایک خوش حال تعلیم یافتہ گھرانہ میں ہوئی۔ مولانا مرحوم کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے نامور چچا اور مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی عبد العزیز بہاری رحمہ اللہ علیہ بانی و مہتمم دارالعلوم امدادیہ ممبئی سے حاصل کی چند کتابیں براہ راست چچا محترم سے پڑھیں۔ چچا کی وفات کے بعد انکے ہی تربیت یافتہ اپنے بڑے بھاء مفتی مظفر عالم قاسمی حفظہ اللہ کے زیرنگرانی تعلیمی سفر جاری رکھا۔ دارالعلوم امدادیہ کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وقت کے اکابر علماء کے سامنے زانوئے تلمذتہ کرتے ہوئے اعلی علوم کی تکمیل فرمائی۔

دارالعلوم سے فراغت کے معا بعد آپ جب کسب معاش کے لئے ممبئی آئے تو بڑے بھائی کے مشورہ سے اسٹیشن سے متصل مسجد باندرہ ویسٹ مسلک اعلی حضرت میں امام وخطیب کی حیثیت سے لگ گئے اور تقریبا سات سال مولانا مرحوم یہاں اس منصب پر حکمت کے ساتھ فائز رہے اور اس طرح الحمدللہ بہتوں کو بدعات وخرافات سے توبہ و انابت کی توفیق ملی۔ ویسے بھی اس دور میں آج کی طرح مسلکی تصادم نہیں تھا۔ باندرہ میں امامت کے دوران ہی مولانا مرحوم نے محسوس کیا کہ بدعات وخرافات کا قلع قمع کرنے کیلئے مضافات ممبئی میں بھی دارالعلوم قائم کیا جانا چاہئے۔ چنانچہ حاجی غلام رسول علیہ الرحمہ) سانتا گروز (حاجی عبدالقیوم علیہ الرحمہ) باندرہ (ودیگرا کابر وسرمایہ داران ممبئی سے مشورہ کے بعد سن 1976 میں دارالعلوم عزیزیہ میرا روڈ کی داغ بیل ڈالی اور پھر باندرہ کی امامت سے مستعفی ہوکر ہمیشہ ہمیش کیلئے عزیزیہ کے ہی ہوکر رہ گئے۔ میرا روڈ آج کی طرح سرسبز وشاداب نہیں تھا نہ لائٹ کا نظم نہ کوئی بڑی آبادی صرف چند مکانات تھے۔ بڑی مشکلات ومصائب سے گزر کر آج میرا روڈ ترقی پذیر ہوا تو دارالعلوم عزیزیہ کو بھی ترقی ملی۔

مولانا مرحوم کے دور اہتمام میں دارالعلوم عزیزیہ کو بے پناہ مقبولیت ومحبوبیت حاصل ہوئی اور ہمہ جہت ترقی نصیب ہوئی۔ حفظ وقرأت کے ساتھ عربی ششم تک کی عمدہ تعلیم کا نظام قائم ہوا اور طلبہ سال بسال دارالعلوم دیوبند جانے لگے اور کامیاب ہونے لگے۔ اسی طرح کاشی میرا میں تقریبا 18 ایکڑ زمین خریدی گئی اور ایک بڑی بلڈنگ بھی بنائی گئی مگر افسوس کہ گورنمنٹ نے اس بلڈنگ کو منہدم کرادیا لیکن الحمدللہ پوری جگہ کی باونڈری ہوگئی اور دارالعلوم عزیزیہ کی تحویل میں ہے۔ مستقبل میں ایک بڑی اسلامک یونیورسٹی وہاں قائم کی جاسکتی ہے۔ ذمہ داران اس تعلق سے کوشاں بھی ہیں۔ ادھر گذشتہ چند سالوں سے مولانا مرحوم دارالعلوم عزیزیہ میرا روڈ کے منصب اہتمام سے سبکدوش ہوگئے تھے البتہ تادم آخر دارالعلوم عزیزیہ کی میٹینگ میں شریک ہوتے رہے بلکہ ابھی دو ہفتہ پہلے بھی علالت کے باوجود میٹینگ میں شریک ہوئے۔

مولانا مرحوم ایک مثالی خطیب تھے تا وجب تک صحت رہی دارالعلوم عزیزیہ کی جامع مسجد میں خطابت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ شہر کے دور دراز کے لوگ آپ کا خطاب سننے آتے تھے۔ خطاب بلیغ اور انتہائی موثر بروقت برمحل ہوا کرتا تھا۔ لکھتے بھی بہت اچھا تھے۔ کم لکھتے تھے لیکن جو کچھ لکھتے بہت خوب لکھتے تھے۔ ان دنوں مولانا عبدالعزیز بہاری اپنے چچا کی سوانح حیات لکھ رہے تھے لیکن اسی دوران مرض لاحق ہوا اور پھر یہ کام ادھورا رہ گیا۔

مولانا مرحوم ایک انتہائی مشفق انسان تھے۔ علماء وعوام کو حسب صلاحیت استعمال کرتے بلکہ انکی صلاحیتوں کو نکھارتے اور مناسب جگہ خدمات پر مامور فرماتے۔ میرا روڈ سے نالاسوپارہ تک علماء کرام کی ایک بڑی جماعت آپ کی محبتوں کا نتیجہ ہے۔ خود میرا روڈ میں ایک دینی اداروں کا وجود آپکی مرہون منت ہے۔

۹؍ماہ پیشتر مولانا مرحوم کے گلے میں کینسر جیسا مہلک مرض لاحق ہوا اور پھر باہم مشورہ سے طے پایا کہ کیمو تھروپی وسرجری کے بجائے کوئی اور علاج تجویز کیا جائے کیونکہ اس علاج سے مریض کی حالت اور غیر ہوجایا کرتی ہے الا ماشاءاللہ چنانچہ آکولہ کے مشہور ہومیو پیتھک معالج سے رابطہ کیا گیا جو کہ حضرت مولانا سجاد نعمانی حفظہ اللہ کے بھی معالج ہیں لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ بالآخر مولانا جانبر نہ ہوسکے اور ۷۴؍سال کی عمر میں راہی عدم ہوگئے۔

مولانا مرحوم کو اللہ نے ایک لڑکا اور چار لڑکیاں عطا کی تھیں۔ اکلوتا بیٹا عین جوانی میں ہی آج سے گیارہ سال پہلے اللہ کو پیارا ہوگیا اور اپنے پیچھے ایک لڑکی یادگار چھوڑ گیا۔ چاروں لڑکیاں بقید حیات ہیں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوش وخرم ہیں۔

مولانا مرحوم نے جس زمانے میں دارالعلوم عزیزیہ میرا روڈ میں قائم کیا تھا اسی دور میں آپ نے مدرسہ کے صدر حاجی غلام رسول علیہ الرحمہ کے اصرار پر چند قطعہ آراضی بھی خرید لی تھی۔ میرا روڈ میں بلڈروں کی آمد کے بعد اس زمین کے عوض کروڑوں کے مکانات ودکان مولانا مرحوم کو ملے اور اس طرح مولانا مرحوم دنیا کے اعتبار سے بھی فارغ البال وخوش حال ہوگئے۔ آخرت کی دولت کے ساتھ اللہ نے دنیاوی نعمت سے بھی خوب خوب سرفراز فرمایا۔

مولانا مرحوم کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر ممبئی میں پھیل گئی اور عشاء کی نماز کے دارالعلوم عزیزیہ میرا روڈ کے سامنے تقریبا سات ہزار سوگوار کی موجودگی میں نماز جنازہ آپ کے بڑے بھائی مفتی مظفر عالم قاسمی حفظہ اللہ نے پڑھائی اور پھر میرا روڈ کے ریلوے اسٹیشن سے متصل قبرستان میں سپرد خاک ہوگئے۔) آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے (اللہ تعالیٰ حضرت والا کی مغفرت فرمائے اور جملہ اہل خانہ بالخصوص بیوہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

کتاب زندگی

: انوار الحسن وسطوی

پیش نظر کتاب معروف عالم دین، مشہور خطیب اور جید صحافی مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کے فرزند جلیل جوان سال عالم دین مولانا محمد نظر الہدیٰ قاسمی کی تازہ تالیف ہے۔ یہ کتاب مؤلف موصوف کے دادا بزرگوار الحاج ماسٹر محمد نور الہدیٰ رحمانی کی حیات وخدمات پر مشتمل مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا منظر عام پر آنا مؤلف کی اپنے دادا جان سے بے پناہ محبت کی دلیل ہے۔ ۴۰۰؍صفحات پر مشتمل یہ کتاب سات ابواب میں منقسم ہے۔ کتاب کا آغاز مرتب کی تحریر ''مجھے بھی کچھ کہنا ہے'' کے عنوان سے ہوا ہے۔ بعدہ مرتب کتاب نے اپنے دادا جان ماسٹر محمد نور الہدیٰ رحمانی کا اجمالی سوانحی خاکہ اور اپنا خاندانی شجرہ بھی ضبطِ تحریر میں لاکر اسے پختہ روشنائی میں محفوظ کردیا ہے، جس سے ان کی آئندہ نسلیں یقیناً مستفیض ہوں گی۔ کتاب کا پہلا باب ''حیات وخدمات'' کے عنوان سے ہے، جس کے تحت مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اپنے والد گرامی کی مکمل سوانح حیات ''ابا جی: شجر سایہ دار'' کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے جو تینتالیس صفحات پر محیط ہے۔ مفتی صاحب موصوف کی اس تحریر کے بعد باب دوم کی شروعات ہوئی ہے، جو ''احوال وآثار'' کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں مرحوم نور الہدیٰ صاحب کے تعلق سے ساٹھ لوگوں کے مضامین کو شامل کتاب کیا گیا ہے۔ یہ سبھی تحریریں تاثراتی نوعیت کی ہیں۔ ان ساٹھوں تحریروں پر مفتی محمد ثناء الہدیٰ صاحب کی ایک تحریر بھاری ہوگئی ہے، بلکہ یہ کہا جائے کہ مفتی صاحب کی یہ تحریر ان کے والد گرامی کی پوری زندگی کی منھ بولتی تصویر ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ اس تحریر کے مطالعہ سے ماسٹر نور الہدیٰ صاحب مرحوم کی مثالی شخصیت آئینہ کی طرح صاف وشفاف دکھائی دیتی ہے اور زبان پر بے ساختہ یہ شعر آجاتا ہے:

آنے والی نسلیں تم کو بھول سکیں ناممکن ہے
نقش قدم کے مٹتے مٹتے راہ گذر بن جائیں گے

مفتی ثناء الہدیٰ نے اپنی اس طویل تحریر میں اپنے والد گرامی کی حیات وخدمات کے تعلق سے چھوٹے چھوٹے ساٹھ عنوانات قائم کیے ہیں، جن میں مرحوم مغفور کا حلیہ، جائے پیدائش، ابتدائی تعلیم، ثانوی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، لباس، مطالعہ کا شوق تلاش روگار، شادی، ملازمت، اخلاق وعادات، کارنامے، تقریر وخطابت، تقویٰ وپرہیزگاری، نماز وقرآن سے قلبی تعلق، نوافل کا اہتمام، علم دین سے شغف، ملازمت سے سبکدوشی، سفر حج، مرض الموت، انتقال اور تدفین جیسے اہم واقعات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

باب دوم کے ساٹھ مضامین میں زیادہ تحریریں مرحوم نور الہدیٰ صاحب کے بیٹوں، بہوؤں، پوتوں اور پوتیوں کی ہیں، یہ تمام تحریریں محبت وعقیدت میں ڈوب کر لکھی ہوئی ہیں، اس باب میں جن دیگر اور اہم لوگوں کی تحریریں پڑھنے کو ملتی ہیں ان میں ڈاکٹر محمد معراج الحق برق، مفتی عبدالشکور قاسمی، ڈاکٹر ممتاز احمد خاں، الحاج محمد ابو صالح، مولانا آفتاب عالم مفتاحی، مولانا حکیم محمد شبلی قاسمی، ڈاکٹر مشتاق، مولانا انوار اللہ فلک قاسمی، محمد داؤد قاسمی، سید مصباح الدین احمد اور مولانا محمد نظام الدین اسامہ ندوی کے نام شامل ہیں۔ راقم السطور کی تحریر بہ عنوان ''آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے'' کو بھی اس باب میں جگہ دی گئی ہے۔ راقم کی یہ تحریر موصوف کے انتقال کے چند دنوں بعد ہی ہفت روزہ ''نقیب'' پھلواری شریف پٹنہ، روزنامہ ''قومی تنظیم'' پٹنہ اور روزنامہ پندار پٹنہ میں شائع ہوئی تھی۔

باب سوم ''منظوم خراجِ عقیدت'' پر مشتمل ہے، جس میں حسن نواب حسن، مولانا مظاہر عالم قمر اور جواں سال شاعر کامران غنی صبا کے منظوم تاثرات کو بطور خراج عقیدت شامل کیا گیا ہے، باب چہارم میں مرحوم نور الہدیٰ رحمانی کے انتقال پر ارسال کئے گئے تعزیتی مکتوبات کو جگہ دی گئی ہے۔ جبکہ باب پنجم میں تعزیتی بیانات اور تعزیتی جلسوں کی روداد اور رپورٹیں شامل ہیں۔ باب ششم مرحوم کے مقالات اور مضامین سے مزین ہیں، اس ضمن میں مرحوم کی منتخب سات تحریروں کو جگہ دی گئی ہے۔ جن میں ''داستان ناتمام''، ''میری شریک حیات'' اور ''وصیت نامہ'' بطور خاص قابل مطالعہ تحریریں ہیں۔ باب ہفتم ''دستاویزات'' کے عنوان سے ہے، جس میں مرحوم کی اردو اور انگریزی تحریروں کے نمونے کے ساتھ ساتھ ذکیہ آفاقیہ اسلامیہ کالج، سیوان کا انٹرویو لیٹر، آدرش ہائی اسکول سرائے، ویشالی میں بحالی کا پروانہ، سبکدوشی کے وقت باگھی ہائی اسکول کی طرف سے دیا گیا سپاس نامہ، پی ایچ۔ ڈی کے مقالہ کے سلسلہ میں نگراں ڈاکٹر محمد سلیمان سابق صدر شعبہ اردو وفارسی، بہار یونیورسٹی مظفر پور کا تصدیق نامہ اور حج پاسپورٹ وغیرہ دستاویزات کے عکس کو بھی اس باب میں رکھا گیا ہے۔

الحاج ماسٹر نور الہدیٰ رحمانی کی شخصیت مثالی تھی، لہذا ان کے احوال وکوائف سے نئی نسل اور آئندہ نسل کو واقف کرانا اور ان کی خوبیوں کو اجاگر کرنا نہایت ضروری تھا۔ قابل صد مبارکباد ہیں ان کے لائق وفائق پوتا مولانا نظر الہدیٰ قاسمی ابن مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی جنہوں نے اپنے دادا جان کے انتقال کے ایک سال کے اندر ہی ان کی حیات وخدمات پر مشتمل مضامین کا مجموعہ ''کتاب زندگی'' کے نام سے ترتیب دے کر اسے شائع کرایا اور اپنے دادا کے کالج کے ہم درس اور دوست اردو کی نابغہ روزگار شخصیت پروفیسر ڈاکٹر نجم الہدیٰ سابق صدر شعبہ اردو بہار یونیورسٹی مظفر پور کے دست مبارک سے اس کا اجرا کرایا۔ ''کتاب زندگی'' اپنے دادا جان کے لیے موصوف کا بہترین خراجِ عقیدت بھی ہے اور یہ کتاب نئی نسل کے لیے ایک نشان راہ کی بھی حیثیت رکھتا ہے۔ میں عزیزی نظر الہدیٰ قاسمی کو ان کی اس شاندار تالیف پر صمیم قلب سے مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے اس حوصلہ اور جذبہ کو سلام کرتا ہوں۔

نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیتوں کا فقدان - اسباب وتجاویز

فاروق طاہر

کسی بھی معاشرے کی کامیابی و کامرانی میں نوجوان نسل کا اہم کردار ہوتا ہے۔کوئی بھی سیاسی، مذہبی، لسانی،قومی ودیگر تحریکیں نوجوان نسل کی حمایت سے ہی کامیاب ومقبول ہوتی ہیں۔اسلام کی ترویج وتبلیغ میں بھی نوجوانوں کی خدمات سے سرموئے انحراف نہیں کیا جاسکتا۔

نبی اکرمﷺ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ نوجوانان اسلام نے اپنے وقت کی عظیم طاقتوں کو سرنگوں کیا۔یہ نبوی تعلیم وتربیت کی برکت کا نتیجہ ہی تھا کہ ایک غیر منظّم ٹولی ایک منظّم اور باشعور جماعت کی شکل اختیار کرگئی اور زمانے میں خیر کو قائم کرنے اور شر کے سدباب کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔حضرت اسامہ بن زید،حضرت خالد بن ولید،حضرت عمروابن العاص، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح،صلاح الدین ایوبی،محمد الفاتح اور محمد بن قاسم نے اپنے زور بازو سے باطل قوتوں کو مسمار کرڈالا۔ان نوجوانوں میں جذبہ حریت،اعتماد،استقلال،بلند نگاہی،درست قوت فیصلہ،شعور و بالیدگی جیسے قائدانہ اوصاف صرف اور صرف نبوی تعلیم وتربیت کا ہی نتیجہ تھے۔دنیا میں جتنے بھی انقلابات بپا ہوئے ہیں ان کی کامیابی اور کامرانی میں نوجوانوں کا اہم کردار رہا ہے۔تحریک خلافت اور جدوجہد آزادی میں بھی نوجوان کسی سے پیچھے نہیں تھے۔نوجوانوں کی قوت کے دھاروں کو صحیح سمت،شعور اور قائدانہ کردار تعلیم وتربیت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

تعلیم کسی بھی ملک وقوم کے لئے موت وحیات کا مسئلہ ہوتی ہے۔دیگر شعبوں کی طرح تعلیم کے بھی مختلف معیار ہوتے ہیں جن سے گزر کر نئی نسل یا تو ایک متوازن،سماج سے ہم آہنگ فکری سانچے میں ڈھلتی ہے یا پھر ایک غیر متوازن اور سماج سے غیر آہنگ غیر پسندیدہ شخصیت کا وجود ظہور میں آتا ہے۔بہ الفاظ دیگر تعلیم کے معیار پر ہی انسانی زندگی کے دیگر معیار استوار ہوتے ہیں۔ہمارا تعلیمی معیار ہماری زندگی،حالات اور رویوں کے معیار کا غماز ہوتا ہے۔تعلیم اور قیادت جہاں معاشرے کو فکری آزادی عطا کرتی ہے وہیں یہ آدمی کو ذہنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا کام بھی انجام دیتی ہے۔جو تعلیم اور قیادت آدمی کو ترقی،تمدن اور تہذیب کی راہوں پر گامزن نہ کرسکیں وہ ملک وقوم کی سربلندی کا باعث نہیں ہوسکتی۔آج قیادت کا بحران صرف سیاسی میدان تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ بحران زندگی کے ہر شعبے میں دکھائی دیتا ہے۔زندگی کے مختلف شعبہ جاتمیں اچھے ماہرین پیدا کرنے میں ہماری ناکامی کی وجہ بھی نئی نسل کی قائدانہ صلاحیتوں کی شناخت،اعتراف وفروغ میں ہمارا معاندانہ رویہ ہے۔سابق امریکی صدر جان ایف کینیڈی کے مطابق لیڈرشپ اور لرننگ ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم کا درجہ رکھتے ہیں۔تعلیمی اداروں میں طلبہ ایکٹیوازم پر وہ زور دے کر کہتا ہے کہ تعلیمی اداروں کو نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے۔ماضی قریب میں امریکہ میں طلبہ ایکٹیوازم کے نتیجے میں بارک حسین اوبامہ اسٹوڈنٹ لیڈر کی حیثیت سے سیاسی سفر کرتے ہوئے قصر ابیض (White House) کا پہلا سیاہ فام مکین (امریکی صدر) بن گیا۔ہمارے ملک کے سیاسی میدان میں جو مقبول عام نام ہیں،اُن کی بنیادیں بھی دور طالب علمی میں قائدانہ صلاحیتیوں کے فروغ کے باعث ہی استوار ہوئی ہیں۔ملک کی معروف جواہر لعل نہرو یونیورسٹی اور دیگر اعلیٰ تعلیمی اداروں کے بیشتر طلبہ اسٹوڈنٹ لیڈر شپ کے ذریعے ہی اصل سیاسی میدان میں داخل ہوئے ہیں۔آج کے سماجی،سیاسی،معاشرتی اور تعلیمی مسائل کے پیش نظر طلبہ میں قائدانہ صلاحیتوں کی آبیاری بے حد اہم ہے۔طلبہ میں قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ میں معاون مشاغل اور سرگرمیوں کو شامل نصاب کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

تعلیمی نظام جن اقدار کو رواج دیتا ہے طلبہ اپنی زندگی میں انہی اقدار کو اختیار کرتے ہیں۔طلبہ میں قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ اور ان کی شخصیت کی تعمیر کے لئے اسکولی سطح پر نہایت سنجیدگی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔اسکول کی زندگی طلبہ کی ذہنی،فکری رویوں کی تعمیر،ترقی،تبدیلی اور ارتقاء کا نقطہ آغاز ہوتی ہے۔اساتذہ طلبہ کی زندگی کے اس اہم دور کو ضائع نہ کریں۔بچوں کی قائدانہ صلاحیتوں کی نشوونما کے ذریعے معاشرے کو امن وشانتی کا گہوارہ بنائیں۔طلبہ کی زندگی استاد کی تعلیم وتربیت کی زیر اثر پروان چڑھتی ہے۔طلبہ اپنی زندگی کے ہر شعبے میں استاد کی رہنمائی ورہبرئی کے محتاج رہتے ہیں۔سکندر اعظم سے پوچھا گیا کہ وہ کیوں والدین سے زیادہ اپنے استاد کی تکریم وعزت کرتا ہے۔انہوں نے کہا کہ ”والدین اولاد کو آسمان سے زمین پر لاتے ہیں جبکہ استاد اپنے شاگرد کو زمین کی پستیوں سے آسمان کی بلندیوں پر فائز کرتا ہے۔“تعلیمی اداروں میں طلبہ کی قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کے لئے لیڈرشب کوالیٹی پروگرامس کا انعقاد ناگزیر ہے۔طلبہ میں قیادت کے مطلوبہ کردار کے حصول کے لئے محکمہ تعلیمات اپنا گرانقدر کردار پیش کرے۔اساتذہ مسائل کا شکوہ اور وسائل کی قلت کا رونا چھوڑ کر دستیاب سہولتوں اور تعلیمی نصاب کو بہتر طریقے سے بروئے کار لاتے ہوئے جامع منصوبہ بندی،مناسب تعلیمی سرگرمیوں کی انجام دہی،مسلسل رہنمائی اور رہبری کے ذریعہ طلبہ میں قائدانہ صلاحیتوں کی نشوونما میں اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں اور تجربات کو صرف کریں۔کسی بھی ملک کی ترقی اور کامرانی میں قائدانہ صلاحیتیں آکسیجن کا کردار ادا کرتی ہیں۔دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی ترقی و کامرانی میں تعلیم اور لیڈرشپ (قیادت) کا کلیدی کردار رہا ہے۔ملک وقوم کی پائیدار ترقی واستحکام کے لئے طلبہ میں لیڈرشپ کوالیٹی (قیادت کے ہنر) کو فروغ دینا ضروری ہے۔نئی نسل میں قیادت کے اوصاف پیدا کیے بغیر ملک کو استحکام اور دیرپا خوش حالی فراہم کرنا بے حد دشوار ہے۔طلبہ میں علم ودانش اور قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کے ذریعے ملک وقوم کے زوال کو کمال میں بدلا جاسکتا ہے۔چین کی ایک مشہور کہاوت ہے جو تعمیر وترقی کے اسی جذبے کی عکاس ہے۔”اگر ایک سال کی منصوبہ بندی کرنی ہو تو مکئی اگاؤ، اگر دس سال کی منصوبہ بندی کرنا چاہتے ہو تو درخت اگاؤ اور اگر صدیوں کی منصوبہ بندی کرنا چاہتے ہو تو اپنے عوام کی تربیت کرو انھیں بہترین تعلیم دو“۔ملک کی ترقی کی رفتار بہت سست ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ ملک کی سیاست اور دیگر اعلیٰ عہدوں پر عمر رسیدہ اصحاب کا غلبہ ہے اور یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ بڑی عمر کے لوگ تبدیل نہیں ہو سکتے۔جب تک ذہن وسوچ کا انداز نہیں بدلتا،حالات نہیں بدل سکتے۔حالات کا فکری تبدیلی کے بغیر بدلنا ناممکن ہے۔اسی لئے تبدیلی کے لئے ہمیں عمر رسیدہ افراد کے تجربات سے فائدہ اٹھانا ہے،سیاست اور اعلیٰ عہدوں پر عمر رسیدہ اصحاب کے غلبے کی وجہ بھی درحقیقت نئی نسل میں قائدانہ صلاحیتوں کا فقدان ہے۔نئی نسل میں قائدانہ صلاحیتوں کے فقدان کے سبب ہی تشدد اور عدم برداشت کا رجحان فروغ پذیر ہے۔تشدد،منفی رویوں اور عدم برداشت جیسے غیر پسندیدہ رجحانات پر طلبہ میں قائدانہ صلاحیتوں کے فروغ کے ذریعے قابو پایا جاسکتا ہے۔

قیادت کے تعمیری عناصر میں علم اور کردار کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ملک وقوم کی زمام کار نئی نسل کو سونپنے سے پہلے انھیں ایک خداترس اور نیک انسان بنانا ہوگا،مستقبل سازی اور مثبت تعمیری اوصاف سے متصف کرنا ہوگا،صلاحیتوں کو سمت اور رفتار دینی ہوگی،احترام انسانیت کے درس کے ساتھ عزت نفس کے جوہر سے انھیں آراستہ کرنا ہوگا،شخصی مفادات پر اجتماعی مفادات کو ترجیح دینے کی صلاحیت کو پروان چڑھانا ہوگا،ایثار و قربانی کے جذبے سے آراستہ کرنا ہوگا،صبر وتحمل کا مادہ پیدا کرنا ہوگا،تشکیک کی گلیاروں سے نکال کر اعتماد کے راہوں پر گامزن کرنا ہوگا،رواجی ذہن وفکر کے شکنجوں سے آزاد کرنا ہوگا،ارتقاء،ترقی اور کامیابی کے حقیقی معنی سے انھیں آگاہ کرنا ہوگا،قوت فیصلہ اور قوت نافذہ کی صلاحیت ان میں پیدا کرنی ہوگی۔معیاری تعلیم اور بہترین تربیت کے ذریعے ہی ان ناممکنہ امور کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔تعمیر کے اس جذبے سے مامور انسان کو معمار قوم اور عرف عام میں استاد کہا جاتا ہے۔نصاب ایک بے جان شئے ہے اور اس میں استاد روح پھونکتا ہے۔جہاں انسان سازی کا کام انجام پاتا ہے اسے اسکول،مدرسہ یا تعلیمی ادارہ کہتے ہیں۔یاد رہے کہ تعلیم گاہیں فقط معلومات فراہم کرنے والی منڈیاں نہیں بلکہ نئی نسل کی ذہنی،جسمانی اور روحانی تربیت کی محفوظ پناہ گاہیں ہوتی ہیں۔حقیقی تعلیمی ادارے صرف پڑھائی نہیں طلبہ کی شخصیت وکردار کی تعمیر کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔تعلیمی اداروں کو جسمانی،روحانی اور تربیت فراہم کرنے والے مراکز میں بدلنا اسی وقت ممکن ہے جب اساتذہ ذہنی اور روحانی طور پر فعال ہوں۔پرائمری تعلیم سے قطع نظر ہماری تمام تر توجہ سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری ایجوکیشن پر مرکوز رہے جس کی وجہ سے بچوں کی غیر ہموار اور غیر متوازن شخصیت ابھر کر سامنے آرہی ہے۔یہ حقیقت ہم سجان کر بھی انجان بنے ہیں کہ جب تک بنیاد پختہ نہ ہو کوئی بھی عمارت مضبوط اور پائیدار نہیں ہوسکتی۔پرائمری سطح پر مدارس میں ایسی سرگرمیاں شامل نصاب کی جائیں جن سے طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں اور قائدانہ اوصاف کو جلا مل سکے۔

ہندوستانی طلبہ میں قیادت وسیاست کی مقبولیت کا رجحان برطانوی نوآبادیاتی نظام کے خلاف آزادی کے شعور اور جدوجہد آزادی کی بدولت پروان چڑھا۔تحریک آزادی میں طلبہ نے ہراول دستے کا کام کیا۔آزادی کے بعد طلبہ قیادت وسیاست نظریاتی بنیادوں پر دائیں اور بائیں بازو میں تقسیم ہوگئی۔طلبہ میں سیاسی شعور کی آبیاری اور قومی شعور کو بیدار کرنے والی سیاست آج اپنے جارحانہ غیر تعمیری اور پرتشدد رویوں کی وجہ سے اپنی مقبولیت کھو بیٹھی ہے۔تعلیمی اداروں کی غلط پالیسیوں، پرتشدد ماحول، آمریت پسندی، مذہبی،لسانی اور علاقائی بنیادوں نے طلبہ میں تخریبی مزاج کو پھلنے پھولنے کے خوب مواقع فراہم کئے جس کے سبب تعلیمی اداروں کے معیار کو کافی نقصان پہنچا۔تعصب اور نفرت کے اسی بطن سے عدم برداشت،صوبائی عصبیت اور انتہا پسندی نے جنم لیا۔تعلیمی اداروں کے غیر صحت مند ماحول سے تعلیمی اداروں میں ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں محدود ہوتی چلی گئیں اور نوجوانوں کی غیر نصابی صلاحیتوں نکھرنے کے بجائے ٹھٹر کر رہ گئیں۔میڈل کلاس طبقے کے افراد کے لئے قومی سیاست میں داخلے کے مواقع سیاست میں اقرابا پروری،موقع پرستی اور نظریاتی بیگانگی کی وجہ سے محدود ہوتے گئے جس کی وجہ سے قیادت کا بحران شدید سے شدید تر ہوتا گیا۔آج ہماری نئی نسل میں قائدانہ صلاحیتوں کا جو بحران یا فقدان دکھائی دیتا ہے اس کی وجہ سیاسی جماعتوں کی جانب سے نئی نسل کی عدم تربیت اور تعلیمی اداروں کی جانب سے دوران تعلیم ان کے سیاسی شعور کی آبیاری کا فقدان ہے۔

قائدانہ اوصاف کا علم طلبہ کو جب بہم نہ پہنچایا جائے تو سماجی تال میل کا فقدان،متشدد رویہ،سماج کے تئیں فکرمندی کا خاتمہ،مصنوعی وطن پرستی،فرائض کی ادائیگی میں غیر ذمہ دارانہ پن اور دیگر متصادم رویے ظہور پذیر ہونے لگتے ہیں۔مطالعہ،کھیل کود اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں کی انجام دہی سے طلبہ میں موثر طریقے سے قائدانہ اوصاف پیدا کیئے جاسکتے ہیں۔طلبہ میں تعلیم،اعلیٰ اوصاف جیسے ایک اچھے شہری ہونے کا احساس،سماجی اقدار سے گہری واقفیت اور دوسروں کی رہبری جیسی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتی ہے۔کھیل کود کی دنیا میں دوسروں کے لئے جو شخص ایک نمونہ یا ماڈل ہوتا ہے اسے قائد یا لیڈر کہا جاتا ہے۔ایک قائد کا یہ اہم وصف ہے کہ وہ دوسروں کے لئے ایک مثالی نمونہ ہو اور ان میں تحریک، جوش وولولہ پیدا کرے۔ایک قائد کی جامع تعریف اور عام فہم تعریف یہ ہے کہ ”قائد ایک ایسے شخص کا نام ہے جسے نہ صرف راستے کا علم ہوتا ہے بلکہ وہ دوسروں کی رہنمائی کرتا ہے اور خود اسی راستے پر گامزن رہتا ہے“۔سماجی مفکرین وماہرین تعلیم مدارس پر زور دیتے ہیں کہ وہ بچوں میں اوائل عمری سے ہی دیگر افراد کو متاثر کرنے والے قائدانہ اوصاف اور انسانی قوت کے سرچشموں کو اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے مناسب طور پر استعمال کرنے کا داعیہ پیدا کریں۔قائدانہ صلاحیتوں کی شخصی اور سماجی اہمیت کے پیش نظر اساتذہ طلبہ میں مطلوب قائدانہ کردار کو پروان چڑھانے،ان کے شخصی اوصاف وکردار کو صحت مند وسماج کے لئے پسندیدہ بنانے میں ایک اعلیٰ فرض شناس رہبر ورہنما کا کردار انجام دیں۔(بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

ترکی پر امریکہ کا معاشی حملہ

(مولانا) ابوعمار زاہد الراشدی

ترکی کے خلاف امریکہ کی اقتصادی جنگ سے ایک نئی صورتحال پیدا ہوگئی ہے جو دلچسپ انداز میں آگے بڑھ رہی ہے۔ امریکہ کو ترکی سے یہ شکایت ہے کہ وہ پون صدی تک مغرب کی ہاں میں ہاں ملانے اور اس کے ایجنڈے کے ساتھ چلتے رہنے کے بعد اب کچھ فیصلے آزادانہ بھی کرنے لگا ہے، جس سے امریکہ اور یورپی یونین کو صرف ترکی یا یورپ کی حد تک نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں اس بغاوت کے اثرات وسیع ہوتے چلے جانے کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب امریکہ نے مغربی استعمار کی کمان سنبھالی تھی تب سے مسلسل صورتحال یہ ہے کہ امریکہ بہادر عسکری قوت، لابنگ، میڈیا اور معاشی بالادستی کے پورے ہتھیاروں کے ساتھ عالمِ اسلام کو اپنے کنٹرول میں رکھنے اور مغربی فلسفہ وتہذیب کو امت مسلمہ پر مسلط کر دینے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہے۔ جبکہ مسلم امہ کے حکمرانوں کا عمومی رویہ ''یس سر'' کے جذبہ کے ساتھ اس کے احکامات کی ہر حال میں تعمیل کرنے کا چلا آرہا ہے۔ مختلف اوقات میں مشرق وسطیٰ میں جمال عبدالناصر، شاہ فیصل، مشرق بعید میں ڈاکٹر عبدالرحیم سوئیکارنو، مہاتیر محمد، جبکہ جنوبی ایشیا میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم جیسے لیڈروں نے اس جال کو توڑنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے مگر ''مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا'' کے مراحل سے گزر کر بھی ان کی بغاوت بالآخر دم توڑ گئی۔ اب بھی مشرق وسطیٰ سمیت پورے عالم اسلام میں امریکی پالیسیوں کی حکمرانی ہے اور ڈالر اپنی چمک دمک کا پوری قوت کے ساتھ مظاہرہ کر رہا ہے۔ اس کی تھوڑی بہت جھلک پاکستان کے سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کی کتاب ''فرینڈز ناٹ ماسٹرز'' اور ملائیشیا کے وزیراعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد کی کتاب ''ایشیا کا مقدمہ'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ترکی کو ''خلافتِ عثمانیہ'' کے ٹائٹل کے ساتھ کم وبیش چار صدیوں تک عالم اسلام کی قیادت کرنے کا اعزاز حاصل رہا ہے اس لیے اس کے خلاف شکنجہ زیادہ مضبوط اور بظاہر مستحکم تیار کیا گیا تھا جس نے پون صدی تک اسے جکڑے رکھا۔ مگر ترکی گزشتہ دوعشروں سے جس بیداری کا ثبوت دے رہا ہے اور رجب طیب اردگان کی جرا? تمندانہ قیادت میں بظاہر ناقابل شکست نظر آنے والے جال کے ایک ایک حلقہ کو بتدریج توڑتا جارہا ہے، اس نے جہاں عالم اسلام میں ترکی اور امت مسلمہ کے بہتر مستقبل کے حوالہ سے امید کی کرن روشن کردی ہے وہاں استعماری شکنجہ کے آپریٹروں کے لیے بھی الجھن اور پریشانی کا سامان پیدا کر رکھا ہے۔ ایک طرف دنیا بھر کے باشعور مسلمان ترکی اور اس کے صدر اردگان کی سرخروئی کے لیے بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہیں جبکہ دوسری طرف ماضی، حال اور مستقبل کے سبھی استعمار نئی صورتحال کو اپنے اپنے قابو میں کر لینے کی تگ ودو میں مصروف دکھائی دے رہے ہیں۔

ترکی نے ڈالر کے جال سے نکلنے کے لیے جو تدبیریں اختیار کی ہیں وہ اس کے حوصلہ وتدبر کی علامت ہیں چنانچہ ہم بھی ترکی کے ساتھ اس معاشی جنگ میں ہر ممکن تعاون کرنے والے اداروں کے ساتھ یکجہتی اور ہم آہنگی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مولائے کریم! ترکی کو اس کشمکش میں سرخروئی نصیب فرما اور رجب طیب اردگان کو صحت وعافیت کے ساتھ مغربی شکنجہ سے ترکی اور عالم اسلام کو نجات دلانے کی اس مہم میں کامیابی سے ہمکنار فرما، آمین یارب العالمین۔

اس موقع پر جی چاہتا ہے کہ ''معاشی جنگ'' کے تاریخی پس منظر اور خاص طور پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی معاشی کشمکش کی چند جھلکیاں قارئین کی خدمت میں پیش کردی جائیں تاکہ اس میں کسی بھی سطح پر شریک ہونے والوں کو حوصلہ ہو کہ وہ صرف وقت کی ایک اہم ملی ضرورت کو پورا نہیں کر رہے بلکہ اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر بھی عمل پیرا ہیں۔ معاشی جنگ کا ایک پہلو ہمیشہ سے یہ چلا آرہا ہے کہ جنگ میں دشمن کے شہروں اور علاقوں کا محاصرہ کرلیا جاتا تھا جو بسا اوقات مہینوں جاری رہتا تھا۔ قریش مکہ نے متحدہ عرب قبائل کے ساتھ جنگ احزاب میں ایک ماہ تک مدینہ منورہ کا محاصرہ کیے رکھا تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور طائف کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا، اور جنگ یمامہ میں مسیلمہ اور اس کے لشکر کو بھی قلعہ میں محصور کر دیا گیا تھا۔ ایسے محاصرہ کا بڑا مقصد دشمن کو ضروریات زندگی کی فراہمی سے محروم کر کے ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کرنا ہوتا تھا، اسلامی تاریخ میں اس قسم کے سینکڑوں محاصروں کا تذکرہ ملتا ہے۔

معاشی جنگ کا دوسرا دائرہ معاشی بائیکاٹ اور اقتصادی ناکہ بندی کا ہوتا تھا۔ مکی دور میں آنحضرتؐ اور ان کے رفقاء کو شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور رکھا گیا تھا اور ان کے ساتھ تجارتی لین دین اور انہیں ضروریات زندگی کی فراہمی روک دینے کی کڑی نگرانی کی جاتی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس زمانے میں درختوں کے پتے کھا کر پیٹ کی آگ بجھایا کرتے تھے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد قریش کے تجارتی قافلہ کو روکنے کا فیصلہ کیا تھا اور پیش قدمی بھی فرمائی تھی جس کے نتیجے میں غزوۂ بدر کا وقوع ہوا تھا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ مکی دور میں مسلمان ہوئے اور حرم مکہ میں اپنے قبول اسلام کا کھلے بندوں اعلان کیا جس پر قریش مکہ کے نوجوان ان پر ٹوٹ پڑے، انہیں اس قدر زدوکوب کیا کہ جان کا خطرہ لاحق ہوگیا، اس پر حضرت عباسؓ نے، جنہوں نے کلمہ ? شہادت بہت بعد میں پڑھا، حضرت ابوذر غفاریؓ کو لوگوں کے نرغے سے یہ پکارتے ہوئے نکالا کہ کس کو مار رہے ہو؟ اس کا قبیلہ تمہارے شام کے تجارتی راستہ میں ہے، یہ اگر مر گیا تو تمہارا شام تک تجارت کے لیے آنا جانا بند ہوجائے گا۔

جناب نبی کریمؐ کی ہجرت کے بعد انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ مکہ مکرمہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے آئے تو ابوجہل نے انہیں روک دیا کہ تم نے محمدؐ کو پناہ دے رکھی ہے اس لیے میں تمہیں عمرہ نہیں کرنے دوں گا۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ اگر تم نے مجھ سے تعرض کیا تو میرا قبیلہ تمہارے تجارتی قافلوں کا شام کی طرف آنا جانا بند کر دے گا۔ بنو حنیفہ قبیلے کے سردار ثمامہ بن اثالؓ مسلمان ہونے کے بعد عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ آئے تو قریش نے ان سے باز پرس کرنا چاہی، انہوں نے فرمایا کہ مجھے کچھ کہا تو یمامہ کے علاقہ سے گندم کا ایک دانہ بھی تم تک نہیں پہنچ پائے گا۔ انہوں نے واپس جا کر اپنے علاقہ کے لوگوں کو مکہ مکرمہ پر گندم فروخت کرنے سے روک دیا تو قریش کے بعض سرداروں نے آنحضرتؐ کو ''صلہ رحمی'' کا واسطہ دے کر یہ پابندیاں ختم کرانے کے لیے کہا چنانچہ حضورؐ کی ہدایت پر یہ پابندیاں ختم کر دی گئیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد قریش میں سے حضرت ابوبصیرؓ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ گئے تو جناب نبی اکرمؐ نے معاہدہ کے تحت انہیں واپس کر دیا۔ انہوں نے راستہ میں ہی گرفتار کرنے والوں میں سے ایک کو قتل کر کے مکہ مکرمہ واپس جانے کی بجائے ایک جگہ کیمپ قائم کرلیا جس میں اس طرح کے مسلمان ہونے والوں کی اچھی خاصی تعداد جمع ہوتی گئی اور انہوں نے قریش کا تجارتی راستہ غیر محفوظ کر دیا، جس سے مجبور ہو کر قریش نے معاہدہ حدیبیہ کی مذکورہ شرط واپس لے کر یہ ''ناکہ'' ختم کروایا۔ چند واقعات اس لیے عرض کیے ہیں کہ ''معاشی جنگ'' کے یہ مختلف پہلو بھی جہاد کا حصہ ہیں اور سنت نبویؐ ہیں، اس لیے دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اسی جذبہ کے ساتھ ترکی کو سپورٹ کریں اور اس کی استقامت کے لیے مسلسل دعا گو بھی رہیں۔

پاک روس تعلقات کی نئی جہتیں

یہ کس قدر تعجب خیز امر ہے کہ پاکستان اور روس کے تعلقات کی نوعیت کے تعین میں افغانستان کا اہم کردار ہے۔ آج سے پچیس سال قبل جب ضیاء الحق اپنے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان کے ہمراہ کریملن کا دورہ کیا اور چرنیکو کی تدفین میں شرکت کی تو اس وقت میخائیل گورباچوف جو چرنیکو کے جانشین تھے وہ صدر ضیاء کو ایک طرف لے گئے اور دھمکیانہ انداز میں کہا کہ اگر پاکستان نے امریکہ کے تعاون سے مجاہدین کی مدد بندنہ کی تو ان کے ملک کو تباہ کر دیا جائے گا لیکن صدر ضیاء نے ان کو کہا کہ پاکستان اس معاملہ میں ملوث نہیں ہے حالاں کہ اس بات میں سچائی نہیں تھی۔ سوویت یونین وہ جنگ ہار گیا اور پھر امریکہ نے اس خطہ کی راہ لی، اب تین دہائیوں کے بعد وہی منظر ایک دفعہ پھر سامنے آرہا ہے لیکن اب افغانوں کی پشت پر امریکہ کی جگہ روس ہے جس سے اسلام آباد نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے ہیں جس کے مطابق روس پاکستانی فوجیوں کی ماسکو میں ٹریننگ کرے گا۔ 2014ء میں مشرق وسطیٰ اور مشرقی یورپ کے معاملے پر روس کے امریکہ سے تعلقات کافی کشیدہ ہوگئے جس کے بعد روس نے چین سے اپنے روابط مستحکم کر کے اسلام آباد سے اپنے تعلق میں بہتری پیدا کی جس سے اس کا مقصد جنوبی ایشیا میں اپنے اثر ورسوخ میں اضافہ کرنا تھا؛ لیکن چونکہ پاکستان امریکہ کا کافی عرصہ سے اہم اتحادی تھا لہٰذا روس کی یہ کوشش زیادہ بارآور ثابت نہیں ہوئیں۔ کچھ عرصہ بعد حالات نے پلٹا کھایا اور پاک امریکہ تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوگیا لیکن صدر اوباما نے اس دوران پاکستان کی مالی امداد تو ختم نہیں کی؛ کیوں کہ امریکہ یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ افغان جنگ پاکستان کی بھرپور مدد کے بغیر جیتنا ایک مشکل امر ہے۔ صدر ٹرمپ کے برسراقتدار آنے کے بعد پاک امریکہ تعلقات انتہائی کم ترسطح پر آگئے، جس کے بعد روس کو ایک بار پھر موقع ملا اور اس نے چانک پاکستان کو اسلحہ کی فروخت پر عائد پابندی اٹھالی اور پھر دونوں ممالک کے درمیان مختلف قسم کے دفاعی سودوں کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ پاک روس تعلقات میں حالیہ تبدیلی 2014ء سے آنی شروع ہوئی، جب روسی وزیر دفاع سرگئی شوئیگو نے اپنے پہلے دورہ پاکستان میں پاکستان کی دفاعی نمائش آئیڈیاز میں شرکت کی، اس دورہ نے دونوں ممالک کے تعلقات کے ایک نئے باب کا آغاز کیا ہے۔ اس دورہ میں مختلف دفاعی معاہدات پر دستخط ہوئے ان میں سے سب سے قابل ذکر معاہدہ یہ تھا کہ روس پاکستان کو MI-25 گن شپ ہیلی کاپٹر فراہم کرے گا حالاں کہ ہندوستان نے ان معاہدات پر اپنی گہری تشویش کا بھی اظہار کیا تھا لیکن روس نے انہیں مسترد کر دیا تھا اور اب اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر وہ اب پاکستان کو RD 93-Klimov انجن برآمد کرنے پر غور کر رہا ہے تاکہ JF-17 تھنڈر طیارہ کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوسکے جو پاکستان اور چین کی ایک مشترکہ کاوش ہے۔ اس انجن کی تنصیب کے بعد یہ طیارہ غیر ملکی خریداروں کے لئے مزید کشش کا باعث بن جائے گا۔ مزید برآں یہ کہ فی الحال پاکستان تقریباً پانچ MI-25 شپ ہیلی کاپٹر خرید رہا ہے اور اس بات کا غالب امکان ہے کہ ان بڑھتے ہوئے تعلقات کے تناظر میں یہ آرڈر 20 تک بھی پہنچ سکتا ہے اور اگلا ٹیسٹ کیس ماسکو کے لئے یہ ہوسکتا ہے کہ پاکستان Su-35 فائٹر خریدنے کا اعلان کردے جسے روس رواں سال چین کے حوالہ کر رہا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ کی جانب سے پاکستان کو جدید ہتھیاروں کی فروخت پر غیر اعلانیہ پابندی کے بعد روس اس حوالہ سے پاکستان کی ضروریات کافی حد تک پوری کرسکتا ہے۔ دفاعی تعاون کے علاوہ روس نے پاکستان کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کر رکھے ہیں جس کے تحت وہ کراچی سے لاہور تک تقریباً گیارہ سو کلو میٹر طویل گیس پائپ لائن بچھائے گا جس پر تقریباً دو ارب ڈالرز لاگت آئے گی اور یہ منصوبہ تقریباً پانچ سال میں مکمل ہوگا۔ چوبیس انچ قطر کی اس پائپ لائن کے ذریعہ سالانہ چوبیس ارب کیوبک میٹر گیس کراچی سے لاہور منتقل ہوسکے گی۔ گیس پائپ لائن معاہدہ دونوں ممالک کے درمیان خوشگوار تعلقات اور روس کی جانب سے پاکستان کے ساتھ دوستی کی یادگار کی علامت کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ دوسری طرف پاک روس چین کی شکل میں علاقائی طاقتوں کی ایک نئی تکون آہستہ آہستہ دنیا کے سامنے آرہی ہے اور حیرت انگیز امر روس کا پاکستان کے ساتھ تیزی سے تعلقات کی بحالی ہے۔ اس اتحاد کی تشکیل میں دو عناصر زیادہ اہمیت کے حامل ہیں سب سے پہلا افغانستان کا مسئلہ جس نے اس پورے خطہ کو تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے گزشتہ پندرہ برس سے یہاں امریکا کی موجودگی کے باوجود مسائل جوں کے توں ہے چنانچہ اس خطہ کی علاقائی طاقتوں روس اور چین نے اس بحران کے حل کی جانب توجہ دی اور افغانستان کے سب سے بڑے بیرونی اسٹیک ہولڈر پاکستان کو ساتھ ملا کر ایک سہ فریقی اتحاد قائم کیا جو علاقائی سیاست میں ایک اہم کردار ادا کرنے کو تیار نظر آتا ہے جس کے کچھ عرصہ کے دوران تین اجلاس اسلام آباد، ماسکو اور بیجنگ میں منعقد ہوچکے ہیں۔ یہ سہ فریقی اتحاد امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کی شمولیت کے بغیر تشکیل دیا گیا ہے اور مستقبل قریب میں یوں دکھائی دیتا ہے کہ دنیا میں علاقائی طاقتوں کا کردار بڑھے گا جس کی عملی صورت ہمیں شام کے مسئلہ میں نظر آتی ہے اور اب افغانستان کے مسئلہ میں بھی علاقائی طاقتیں اپنا کردار ادا کرنے کیلئے بے تاب دکھائی دیتی ہیں کیوں کہ کم وبیش چالیس سال سے جاری اس بحران کے حل میں امریکہ اور مغربی طاقتیں بوجوہ کامیاب دکھائی نہیں دیتیں اور یہ مسئلہ علاقائی امن وامان کے لئے بھی ایک دردسر بن چکا ہے۔ افغانستان کی روز روز بگڑتی صورت حال اور وہاں داعش کے غیر معمولی انداز میں پھیلتے ہوئے اثر ورسوخ پر سب کو تشویش ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ روس، چین اور پاکستان پڑوسی ممالک ہونے کی وجہ سے افغانستان میں یکساں اسٹریٹیجک اور علاقائی وتجارتی مفاد رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بہت سوں کے خیال میں یہ ممالک ہی افغانستان میں قیام امن کے لئے مخلص ہوسکتے ہیں۔ (تلخیص وترجمہ: محمد احمد، بشکریہ: خلیج ٹائمز)

کیرل کے سیلاب زدگان کے درمیان امارت شرعیہ کا ریلیف ورک جاری

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امار ت شرعیہ کی قیادت میں امارت شرعیہ کی پانچ رکنی ٹیم ۲/ ستمبر سے راحت رسانی کے کاموں میں مصروف

کیرل سے سید محمد عادل فریدی کی رپورٹ

۲/ ستمبر ۲۰۱۸ء : جنوبی ہند کی ریاست کیرل کے سیلاب زدگان کی امداد اور راحت رسانی کے لیے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے حکم و ہدایت پر امارت شرعیہ کا ایک پانچ رکنی وفد نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی قیادت میں ۲ر ستمبر ۲۰۱۸ء کو کیرل کے ارنا کولم ضلع میں پہونچا۔ اس وفد میں مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، نائب قاضی شریعت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، مبلغ امارت شرعیہ مولانا سعود اللہ رحمانی اور راقم الحروف سید محمد عادل فریدی شریک ہیں۔ مقامی علماء میں مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب قاسمی استاذ جامعۃ الکوثریہ الوا، ضلع ارنا کولم اور مولانا الیاس صاحب استاذ جامعۃ الکوثریہ نے اس وفد کی رہبری کی اور متاثرہ علاقہ تک لے کر گئے۔ آج اس وفد نے ارنا کولم ضلع کے ایلوکڑا علاقے کے موضع کیڑا پلی اور کونجونی کڑا کا دورہ کیا، وہاں سیلاب زدگان سے مل کر صورت حال معلوم کی اور متاثرین کی نقد امداد کی۔

سیلاب متاثرین نے جو صورت حال بتائی وہ بہت ہی دردناک اور تشویش ناک ہے، متاثرین نے بتایا کہ تقریبا دس دنوں تک چودہ۔ پندرہ فٹ تک پانی تھا، سبھی لوگوں کے مکانات پانی میں ڈوب گئے تھے، بعض لوگوں نے تو یہاں تک بتایا کہ ان کے گھروں کے اوپر سے پانی چل رہا تھا، اور بوٹ کے ذریعہ کسی طرح وہ لوگ اپنی جان بچا کر محفوظ مقام تک پہونچے۔ اب اس علاقے کا پانی تو اتر چکا ہے، لیکن دس دنوں تک مکانات پانی میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے ان لوگوں کے گھر کے سارے ساز و سامان، اجناس، غذائی اشیاء، بستر، برتن باسن، ضروری کاغذات و دستاویزات سبھی تباہ ہو گئے۔ گھروں میں ۲۔۲ فٹ تک کیچڑ جمع ہو گیا تھا، رضا کار اور تنظیموں کے لوگ گھر والوں کی کیچڑ نکالنے میں مدد کر رہے ہیں۔ مقامی رہبر نے بتایا کہ تبلیغی جماعت کے لوگ اور جامعۃ الکوثریہ کے اساتذہ وطلبہ نے بھی بہت محنت اور جان فشانی سے ان گھروں سے کیچڑ کو صاف کیا اور اس کو رہنے لائق بنایا۔

لیکن گھروں کے اثاثے پانی میں تباہ ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کو زندگی معمول پر لانے میں بہت دشواری ہو رہی ہے۔ امارت شرعیہ کے وفد نے ان میں زیادہ ضرورت مند لوگوں کو سر دست نقد امداد کی ہے تا کہ وہ ضروریات زندگی کی چیزیں خرید سکیں۔ وفد نے متاثرین کی ضرورتوں کے حساب سے گھریلو استعمال کی اشیاء بھی تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا ہے، جو عنقریب ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ مقامی رہبر جناب مولانا ظفیر الدین قاسمی اور جناب مولانا ابراہیم صاحب مہتمم جامعہ کوثریہ نے وفد سے طویل گفتگو کی اور پورے کیرل کے حالات سے واقف کرایا، معلوم ہوا کہ مالا پورم اور اڈکی کے علاقے جو مسلمانوں کی کثیر آبادی والے علاقے ہیں، وہاں بڑی تباہی ہوئی ہے، اور وہاں لینڈ سلائڈنگ کی وجہ سے سیکڑوں لوگوں کے مکانات زمین بوس ہو گئے ہیں، یہاں تک کہ جہاں ان کے مکانات تھے وہ جگہ بھی اب دریا برد ہو گئی ہے، یہاں انسانی جانوں کا بھی زبردست اتلاف ہوا ہے، وفد نے پروگرام بنایا ہے کہ مورخہ ۳ر ستمبر کو ان دونوں علاقوں کا معائنہ کیا جائے گا اور وہاں کے حالات سے واقفیت کے بعد ان متاثرین کی باز آبادکاری کی شکل بنائی جائے گی، مشورہ سے یہ بھی طے ہوا کہ وفد انتظامیہ سے ملاقات کر کے ان بے گھر لوگوں کو متبادل جگہ زمین دستیاب کرنے کی بھی گذارش کریگی، تا کہ وہ لوگ اپنی زندگی از سر نو شروع کر سکیں۔

۳/ ستمبر ۲۰۱۸ء: آج صبح و فجر کی نماز کے بعد امارت شرعیہ کا یہ وفد مقامی علماء و ذمہ داران کے مشورہ سے اڈکی ضلع کے سیلاب زدہ علاقہ کا جائزہ لینے کے لیے ارنا کولم ضلع کے الوا میں واقع الجامعۃ الکوثریہ سے روانہ ہوا، وفد کو رات میں مقامی علماء و ذمہ داران نے بتایا تھا کہ اس علاقہ میں لینڈ سلائڈنگ سے کافی جانیں ضائع ہوئیں ہیں اور لوگوں کے مکانات بھی دریا برد ہو گئے ہیں، وفد نے جائے وقوعہ کا چشم دید معائنہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ الوا سے تقریبا پچاس کیلومیٹر کے فاصلہ پر ارنا کولم ضلع کا ٹوپوکوذا شہر ہے، جہاں مقامی تبلیغی جماعت کے چند ذمہ دار رہبری کے لیے امارت شرعیہ کی ریلیف ٹیم کے ساتھ ہو لیے۔ مقامی ذمہ داروں میں امیر جماعت جناب عبدالجبار صاحب، جناب فیروز صاحب، جناب اشرف صاحب، جناب عبدالرزاق صاحب، جناب محمد جمال الدین صاحب اور جناب مولانا محمد شکیر صاحب قاسمی اپنی گاڑی میں وفد کی رہنمائی کے لیے چلے وفد کے ساتھ ڈرائیور جناب عبد الجلیل صاحب تھے جو مقامی زبان ملیالم کے علاوہ انگریزی اور اردو زبان بھی جانتے تھے، وہ پورے راستے وفد کو وہاں کے حالات اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے واقف کراتے رہے، انہوں نے بتایا کہ پانی اس قدر تھا کہ بعض بعض مکانات کی دو منزل تک پہونچ گیا تھا۔ پورے راستے سیلاب کی تباہ کاریوں کا جگہ جگہ مشاہدہ ہوتا رہا، لینڈ سلائڈنگ کی وجہ سے اکثر جگہوں پر سڑکیں ٹوٹ گئیں تھیں، بڑے بڑے درخت اکھڑ کر راستے پر گر گئے تھے، پہاڑوں سے پتھروں کی چٹانیں کھسک کر سڑک کو توڑتے ہوئے جمع ہو گئی تھیں، حکومت کے کارندوں نے کسی طرح درختوں اور پتھروں کو سائڈ کر کے سنگل روڈ کو گاڑیوں کے نکلنے کے قابل بنایا جہاں سے دھیرے دھیرے گاڑیوں کو نکالا جا رہا تھا۔ دن کے تقریبا گیارہ بجے امارت شرعیہ کا یہ وفد مقامی رہبروں کے ہمراہ الوا ضلع ارنا کولم سے تقریبا ڈیڑھ سو کیلومیٹر دور اڈکی ضلع کے تریم باڑی پہونچا۔ وہاں جو ہولناک منظر دکھائی دیا اس نے ہمارے ہوش اڑا دے، سیلاب کی اس تباہ کاری کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ تیس چالیس گھروں پر مشتمل بستی کا نام و نشان مٹ چکا تھا، پہاڑوں سے طوفانی رفتار سے گرتی ہوئی چٹانوں اور پانی کے خوفناک ریلے نے مکینوں کے ساتھ مکانوں کو بھی نہیں بخشا تھا۔ وہاں پر ایک بھی مکان سلامت نہیں بچا تھا، بلکہ جن زمینوں پر مکانات قائم تھے اب اس زمین کا نام و نشان باقی نہیں تھا، وہاں پر طوفانی رفتار سے پانی بہہ رہا تھا، راستہ بھی ٹوٹ گیا تھا، سرکاری گاڑیاں پتھر لا دلا دکر روڈ پر ڈال رہی تھیں اور جے سی بی سے سڑک برابر کی جا رہی تھی تا کہ دونوں کنارے کے لوگ ادھر سے ادھر آ جا سکیں۔ کچھ مکانات اونچائی پر تھے جن کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تھا، گھر کے تمام اثاثے پانی میں برباد ہو گئے تھے، اور مکانوں میں ۲۔۲ فٹ کیچڑ جمع ہو گیا تھا، وہاں پر کچھ وردی پوش مقامی رضا کار بھی نظر آئے جوان مکانوں سے مشینوں کے ذریعہ کیچڑ اور ملبے صاف کر رہے تھے۔ درجنوں لوگ اس آفت ناگہانی میں لقمۂ اجل ہو چکے تھے، جو لوگ زندہ بچے تھے ان کی حالت بھی قابل رحم تھی، گھر بار لٹنے اور اپنوں کے بچھڑنے کا غم ان کی آنکھوں سے عیاں تھا، ان کی زبان ہم نہیں جانتے تھے نہ ہماری زبان سے وہ آشنا تھے مگر ان کی آنکھیں ان کے اوپر آئی تباہی کو چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھیں، تباہی کی یہ تصویر دیکھ کر ہماری آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل دہل گئے، اللہ تعالیٰ سے ان مصیبت زدگان کو مصیبت سے نجات دلانے اور انہیں از سر نو زندگی شروع کرنے کا حوصلہ و ہمت اور وسائل غیب سے فراہم کرنے کی دعا کی۔ وہاں سے مقامی رہبران کی رہنمائی میں ایک ڈیڑھ کیلومیٹر آگے کریم بن کے علاقے میں گئے وہاں کے حالات کا بھی جائزہ لیا، وہاں پر چار مکان تھے، لینڈ سلائڈنگ سے دو مکان تو پوری طرح زمین بوس ہو گئے تھے، دو مکانوں کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تھا، کچھ سلامت تھا، ان مکانوں کے مکین بچے ہوئے حصے کو قابل رہائش بنانے کی جدو جہد میں لگے ہوئے تھے، وہاں سے پھر واپس تریم باڑی آئے، ظہر کا وقت ہو گیا تھا، مسجد اونچائی پر تھی اور حیرت انگیز طور پر مسجد کو کوئی نقصان نہیں پہونچا تھا، مسجد سے متصل عقب کی پہاڑی سے پھسل کر گرے ہوئے بڑے بڑے پتھر دیکھ کر اندازہ ہوا کہ بس کچھ ہی بالشت کے فاصلے سے مسجد کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کی۔ ظہر کی نماز کے بعد مقامی لوگوں اور ہمارے ساتھ گئے تبلیغی جماعت کے ذمہ داروں کا مشورہ ہوا، مقامی ذمہ داروں نے محی الدین جمعہ مسجد تھڈیم پاڈو، ضلع اڈکی کے لیٹر پیڈ پر ہمیں ان تیس لوگوں کے ناموں کی فہرست پیش کی جن کے مکان پوری طرح سے دریا برد ہو گئے اور مکان کے نیچے کی زمین تک سلامت نہ بچی۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ محمد جلیکل، صبیر ویلا پرمبل، محمد چینٹو، یوسف کوٹیولل، نواس ویلو پیرمبل، حمید الیا کل، عبد العزیز الیا کل، نیاز پٹھیکو زیٹ، انیش ایلا مہور تھیٹ، ساجی کوچو پرامبل، سنتوش ایرا تھورو تھیٹ، سندھو گریش، انیش پلاو یلاو یٹل، جوزف ایلا مبا سیریٹ، رادھا کرشنن، نوبل ایروپ، اشرف کولو تھنکل، ابراہیم الیا کل، جانسن پاسٹر، جمی ڈرائیور، بیجو واسو دیوان، سبھاش اٹا کل، شوبھن، کریم الپچیر اٹیکل، بشیر مودین پرامبل، گیری، سکا مرین نائرو یٹیجل، ہری، شیجا ایوس اور شیلیجا، وفد کے ارکان ان میں سے کچھ لوگوں سے ملے اور انہیں تسلی و تشفی کے کلمات کہے، جس کو ہمارے رہبروں نے ملیالم زبان میں ترجمہ کر کے ان کو بتایا، مشورے کے دوران ہم نے مقامی ذمہ داروں سے پوچھا کہ ان بیچاروں کی کس طرح مدد کی جا سکتی ہے، مقامی لوگوں نے بتایا کہ ابھی تو ان کے پاس زمینیں بھی نہیں ہیں، اس لیے جب تک ان کے لیے سرکار سے متبادل زمینوں کا نظم نہیں ہو جاتا باز آبادکاری ان کی ممکن نہیں ہے۔ یہ لوگ کسی طرح شامیانوں اور کیمپوں کی شکل میں عارضی رہائش کا نظم کیے ہوئے ہیں، لیکن ان کے پاس زندگی گذارنے کے اسباب و اثاثے نہیں ہیں، وفد سے مقامی لوگوں نے وعدہ کیا کہ وہ ان کی بنیادی ضروریات کی فہرست جلد ہی وفد کو فراہم کر دیں گے، وفد نے ان چیزوں کی فراہمی کی یقین دہانی کرائی اور تبلیغی جماعت کے ذمہ داروں کو اس کی ذمہ داری دی کہ وہ فوری طور پر ان لوگوں کو دوبارہ زندگی شروع کرنے کے لیے جو ضروری سامان ہیں ان کی فہرست فراہم کریں تا کہ ان چیزوں کا انتظام ان لوگوں کے لیے کیا جا سکے۔ ان کے ناموں سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ یہ مختلف مذاہب کے لوگوں کی ملی جلی آبادی تھی، اس میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم ہندو برادران وطن اور عیسائی متاثرین بھی ہیں، وفد نے بلا تفریق مذہب ان سبھی متاثرین کی حتی الامکان مدد کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طرح عصر کی نماز سے پہلے ہمارا قافلہ وہاں سے واپس ہوا، عصر اور مغرب کی نمازیں راستے میں پڑھیں عشاء سے قبل الجامعۃ الکوثریہ پہونچے جہاں وفد کا قیام ہے، جناب مولانا ابراہیم صاحب و دیگر ذمہ داران مدرسہ کو دن بھر کی کارگذاری سنائی اور مشورہ کیا، مشورہ سے طے پایا کہ کل مورخہ ۴ر ستمبر کو مالا پورم ضلع کا دورہ کیا جائے، یہ ضلع مسلمانوں کی کثیر آبادی والا ہے، اور یہاں بھی لینڈ سلائڈنگ اور پانی کے طوفانی ریلے کہ وجہ سے بھاری تباہی ہوئی ہے، ان شاء اللہ کل فجر کی نماز پڑھ کر مالا پورم جانے کا ارادہ ہے، مالا پورم بھی الوا سے تقریبا ڈیڑھ پونے دو سو کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آگے کے احوال کل واپسی پر آپ لوگوں کے گوش گذار کروں گا ان شاء اللہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ لوگوں کو جلد از جلد مصیبت سے نکالیں۔

۵/ ستمبر ۲۰۱۸ء: ۳ر ستمبر کو اڈکی ضلع کے تریم باڑی اور کریم بن کی تباہی کا منظر دیکھنے کے بعد مقامی ذمہ داروں سے مشورہ کر کے ان کی ضرویات کی فہرست دینے کو کہا، ۵ر ستمبر کو الوا، ضلع ارنا کولم کے مرکز میں پورے کیرل کے ریلیف کے کاموں کے سلسلہ میں مشورہ ہے، مشورہ کے بعد ذمہ داران ہمیں بتائیں گے کہ وہاں کس طرح کام کیا جا سکتا ہے۔ ۴ر ستمبر کو فجر کے بعد ہمارا قافلہ مالا پورم کی طرف روانہ ہوا۔

مالا پورم ضلع مالا بار کے ساحلی علاقہ کا ایک اہم ضلع ہے، برٹش انڈیا میں مالا بار کا پورا ساحلی علاقہ مدراس پریذیڈنسی کے تحت آتا تھا، آزادی کے بعد مالا بار کے علاقے تقسیم ہونے شروع ہوئے، اور جو حصہ کیرل میں شامل ہوا اس کے بھی کئی ٹکڑے ہو گئے، فی الحال مالا پورم، کالی کٹ (کوزی کوڈ)، کاسر گوڈ، کنّور، پالکاّڈ، وئینا ڈ اور شمالی تھریشور وغیرہ اضلاع مالا بار کے علاقے ہیں۔ بہر حال فجر کی نماز پڑھ کر ہمارا قافلہ الجامعۃ الکوثریہ سے مالا پورم کے لیے نکلا، مقامی ذمہ داروں نے وہاں رابطہ اور رہنمائی کے لیے مولانا مجیب الرحمٰن صاحب صدر المدرسین مدرسہ عین الہدیٰ نیلمبور کو ذمہ دار بنا دیا، وہ جگہ الوا سے تقریبا ڈیڑھ پونے دو سو کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقعہ ہے، راستہ میں ایک جگہ مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی صاحب جو مولانا مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب کے شناسا ہے اور شانتا پورم میں ایک مدرسہ میں استاذ ہیں، ہمارے ساتھ ہو لیے، مولانا تقریبا تیئس سال سے کیرل میں قیام پذیر ہیں اور اچھی ملیالی بولتے ہیں، انہوں نے اپنا قیمتی وقت ہمیں دینے اور ہماری رہبری کرنے کی حامی بھر لی، ان کی وجہ سے ہمیں زبان کی الجھنوں سے بہت حد تک راحت مل گئی، مولانا رہنمائی کے ساتھ ہمارے لیے ترجمانی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں، اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ تقریبا بارہ دن میں ہم نیلمبور مولانا مجیب الرحمٰن صاحب کے مدرسہ عین الہدیٰ میں پہونچے۔ مولانا نے بہت ہی خوش اخلاقی سے استقبال کیا، تقریبا چھ سات گھنٹے کے مسلسل پہاڑی سفر کی بنا پر سبھی لوگ تھکے ہوئے تھے، اس لیے ظہر تک آرام کا فیصلہ کیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

سید محمد عادل فریدی

سعودی شاہی خاندان میں اختلافات کی خبر گرم

سعودی شاہی خاندان میں ان دنوں اختلاف کی خطر گرم ہو رہی ہے۔ حالانکہ سعودی شہزادے احمد بن عبدالعزیز نے اپنے بھائی شاہ سلمان سے اختلاف کی تردید کرتے ہوئے سعودی شاہی خاندان میں اختلافات کی خبروں کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔ شہزادہ احمد نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ لندن میں ان کے خطاب کے بیان کی غلط تشریح کی گئی۔ واضح رہے کہ لندن میں شہزادہ احمد نے خطاب میں یمن جنگ کا ذمے دار شاہ سلمان اور ولی عہد محمد بن سلمان کو قرار دیا تھا۔ (یو این آئی)

جاپان میں زلزلہ سے ۱۶ر کی موت، ۱۲۰ر زخمی، ۳۳ر لا پتہ

جاپان کے شمالی جزیرے ہوکائیدو میں جمعرات کی صبح آنے والے زلزلے کے بعد مٹی کے تودے گرنے سے چار لوگوں کی موت ہوگئی اور ۱۲۰ر افراد زخمی ہوگئے جبکہ ۳۳ر لوگ لا پتہ ہیں۔ سرکاری ذرائع کے مطابق زلزلے کی شدت ریکٹر اسکیل پر ۶.۷ ناپی گئی ہے۔ جاپانی وزیر اعظم شنزو آبے نے کہا کہ زلزلے کے سبب ایک دن کے بلیک آؤٹ کے بعد جزیرے کے تقریباً ۳۰ر لاکھ لوگوں کے مکانوں میں بجلی کی سپلائی بحال ہوگئی ہے۔ جاپان کے محکمہ موسمیات کے مطابق صبح تین بجکر آٹھ منٹ پر آنے والے زلزلے کا مرکز ہوکائیڈو کے خاص شہر سپوّرو سے ۶۵ر کلومیٹر جنوب مشرق میں زمین کی سطح سے ۴۰ر کلومیٹر گہرائی میں تھا۔ زلزلے کے بعد پورے ہوکائیڈو جزیرے میں بجلی سپلائی ٹھپ ہوگئی ہے جسے مکمل طور پر بحال کرنے میں تقریباً ایک ہفتے کا وقت لگ سکتا ہے۔ ہوکائیڈو الیکٹرک پاور کمپنی نے کہا کہ بجلی کی فراہمی کرنے والے پلانٹ کو فوری طور پر بند کرنا پڑا، کمپنی نے کہا کہ سال ۱۹۵۱ء کے بعد پورے جزیرے میں پہلی بار بجلی کی سپلائی متاثر ہوئی ہے۔ (یو این آئی)

نائیجیریا میں ۸ر لاکھ افراد بھکمری کے دہانے پر

یوروپی ممالک نے اقوام متحدہ کو خبردار کیا ہے کہ نائیجیریا کے شمال مشرقی علاقے میں 8,23,000 سے زیادہ لوگوں کو امداد سے کاٹ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کے سامنے بھکمری کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ یوروپی یونین، برطانیہ، فرانس اور جرمنی نے اقوام متحدہ کے ایمرجنسی پروگراموں کے ڈائرکٹرز اور دیگر امدادی اداروں کو لکھے گئے مکتوب میں کہا کہ اقوام متحدہ اس آفت کو فوری طور پر دبانے میں ناکام رہا جس نے بچوں کو بھکمری کے خطرے میں ڈال دیا ہے۔ یہ علاقہ گزشتہ ایک دہائی سے خونخوار دہشت گرد تنظیم بوکوحرام اور اس کی حلیف اسلامک اسٹیٹ کی دہشت گردانہ مہمات سے متاثر ہے۔ نائیجیریا کی حکومت نے بھی دہشت گرد تنظیموں کے ساتھ ایک دہائی طویل جدوجہد کی وجہ سے شمال مشرقی علاقے میں ایمرجنسی قرار دیتے ہوئے کہا کہ لوگوں تک پہنچائی جانے والی امدادی کوششوں کو انسانی امداد کے طویل مدتی ترقی میں امداد میں تبدیل کردیا جانا چاہئے۔ (قومی آواز)

شام کیمیائی حملے کی تیاری کر رہا ہے، امریکہ

شام کے لیے امریکہ کے نئے ایلچی کا کہنا ہے کہ ان کے پاس اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ شام کی حکومت ادلب میں کیمیائی ہتھیاروں سے حملے کی تیاری کر رہی ہے۔ امریکی ایلچی جم جیفری کا کہنا تھا کہ باغیوں کے زیرِ اختیار آخری بڑے علاقے پر یہ متوقع حملہ پہلے سے جاری بحران کو بڑھائے گا۔ حالانکہ شامی حکومت کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال سے بارہا انکار کرتی رہی ہے۔ امریکی سٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے خبردار کیا ہے کہ کسی بھی کیمیائی حملے کی صورت میں واشنگٹن شامی حکومت اور اس کے اتحادیوں کو جواب دے گا۔ اقوامِ متحدہ کے مطابق ادلب میں ۲۹ر لاکھ لوگ آباد ہیں جن میں ۱۰ر لاکھ بچے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کہ مطابق اس حملے سے کم از کم آٹھ لاکھ افراد بے گھر ہوں گے اور اس کی وجہ سے پہلے سہی امداد کے مستحق لاتعداد افراد کی تعداد میں ڈرامائی اضافہ ہوجائے گا۔ (بی بی سی لندن)

شمالی کوریا کا ۲۰۲۱ء تک جوہری ہتھیار ختم کرنے کا عزم

شمالی کوریا کے لیڈر کم جونگ اُن نے کہا ہے کہ اُنھوں نے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی موجودہ مدت کے اختتام تک یعنی ۲۰۲۱ء کے اوائل تک اپنے جوہری ہتھیاروں کو مکمل طور پر ختم کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ تاہم، امریکی وزیر خارجہ مائک پومپیو کا کہنا ہے کہ ''اس سلسلے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے''۔ صدر ٹرمپ نے گزشتہ ماہ وزیر خارجہ پومپیو کو شمالی کوریا کا دورہ کرنے سے روک دیا تھا جس کے بعد شمالی کوریا کی طرف سے جوہری ہتھیاروں کے خاتمے کے سلسلے میں جاری مذاکرات تعطل کا شکار ہوگئے تھے۔ تاہم، صدر ٹرمپ نے شمالی کوریا کے لیڈر کی طرف سے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ شمالی کوریا کے لیڈر کم جونگ اُن نے اُن پر غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ (وائس آف امریکہ)

روہنگیا مسلمانوں سے متعلق تحقیقات کا اختیار ہے، آئی سی سی

بین الاقوامی فوجداری عدالت (آئی سی سی) نے کہا ہے کہ انہیں روہنگیا مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر بے دخلی اور میانمار فوج کی جانب سے انسانیت کے خلاف کیے گئے ممکنہ جنگی جرائم کی تحقیقات کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ میانمار کی فوج کی جانب سے پرتشدد کریک ڈاؤن کے بعد ایک برس کے عرصے میں تقریباً سات لاکھ روہنگیا مسلمان راخین ریاست سے اپنی جانیں بچاتے ہوئے بنگلہ دیش فرار ہونے پر مجبور ہوگئے تھے۔ یہ مسئلہ ایک بین الاقوامی مسئلے کی شکل اختیار کرچکا ہے اور اسی تناظر میں اب انٹرنیشنل کریمنل کورٹ نے اپنا ایک فیصلہ سنایا ہے۔ واضح ہو کہ روہنگیا اقلیت کو دنیا کی سب سے زیادہ ظلم وتشدد کی شکار اقلیت قرار دیا جاتا ہے اور ان کو نہ تو میانمار اور نہ ہی بنگلہ دیش شہریت دینے پر تیار ہے۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

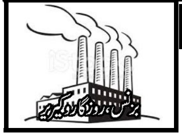

۱۰ر ستمبر کو اپوزیشن کا 'بھارت بند' بی جے پی کی نیند حرام

آر جے ڈی، این سی پی اور بایاں محاذ کی پارٹیوں سمیت ملک کی کئی سماجی تنظیموں نے ۱۰ر ستمبر کو کانگریس کے 'بھارت بند' کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے جس سے مودی حکومت کی نیندیں اڑ گئی ہیں۔ پٹرول اور ڈیزل کی لگاتار بڑھ رہی قیمتوں کے خلاف ۱۰ر ستمبر کو کانگریس نے جس 'بھارت بند' کا اعلان کیا ہے، اس کو مختلف اپوزیشن پارٹیوں کی جانب سے حمایتیں بھی ملنے لگی ہیں۔ جس طرح سے سیاسی پارٹیاں اور سماجی تنظیمیں پورے ملک میں کانگریس کے 'بھارت بند' کی حمایت میں کھڑی ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہیں اس سے بی جے پی کی نیندیں حرام ہوچکی ہیں۔ کانگریس نے بی جے پی کے خلاف زبردست مظاہرے اور اس کی عوام مخالف پالیسیوں کو منظر عام پر لانے کی پرزور تیاریاں بھی کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا پر بھی کانگریس لگاتار مودی حکومت پر حملہ آور ہے اور مہنگائی کے خلاف آواز اٹھا رہی ہے۔ کانگریس کے ٹوئٹر ہینڈل سے ۷ر ستمبر کو ایک ویڈیو بھی پوسٹ کیا گیا ہے جس میں مہنگائی سے متعلق میڈیا میں چل رہی خبروں کے چھوٹے چھوٹے حصے ڈال کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش گئی ہے کہ عوام کس حد تک پریشان ہے۔ (قومی آواز)

ہم جنسی قانون فطرت اور ہندوستان کی مشترکہ اخلاقی میراث کے مغائر: مسلم پرسنل لا بورڈ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری و ترجمان آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ دفعہ ۳۷۷ کے متعلق سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم جنسی فطرت سے بغاوت ہے، اور فطرت سے بغاوت ہمیشہ انسان کے لیے نقصان کا سبب بنتی ہے، چنانچہ میڈیکل سائنس کی دنیا اس بات پر متفق ہے کہ ہم جنسی کا عمل ایڈز جیسی ناقابل علاج بیماری کا سب سے اہم سبب ہے، دوسری جنسی بیماریاں آتشک اور سوزاک وغیرہ بھی عام طور پر اس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اخلاقی اعتبار سے بھی اس کے اثرات بہت منفی ہوں گے۔ اور مغرب کی طرح نکاح کی شرح کم ہو جائے گی، یہ یوں تو پورے معاشرے کے لیے نقصان دہ ہوگا، لیکن خاص کر خواتین کو زیادہ نقصان پہونچے گا، پہلے ہی سے ہمارے ملک میں غیر شادی شدہ خواتین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، اس قانون کی وجہ سے ایک طبقہ کسی خاتون کو اپنانے اور زندگی بھر اس کا بوجھ اٹھانے کے بجائے غیر فطری طور پر لذت اندوزی کو کافی سمجھے گا۔ یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ ہندستان ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ بستے ہیں، اور یہاں غالب اکثریت مذہب پر یقین رکھتی ہے، جنسی لذت اٹھانے کے غیر فطری طریقہ کو ہر مذہب برا کہتا ہے، اس لیے ہم جنسی کی ممانعت تمام مذاہب کی اخلاقی تعلیمات میں شامل ہے، صرف چند افراد کی خواہش پر ایسا فیصلہ جو ملک کی غالب آبادی کے نقطۂ نظر کے خلاف ہو یقیناً ایک غیر جمہوری عمل ہوگا۔ اس لیے حکومت کو چاہئے کہ وہ پارلیامنٹ میں بل لا کر اس فیصلہ کو بے اثر کرے اور ملک کو اخلاقی انارکی کی طرف جانے سے روکے۔

تیل کی قیمتیں تاریخ کی بلند ترین سطح پر، روپیہ بھی ۷۲ر کے پار

تیل قیمتیں ہر روز نیا ریکارڈ بنا رہی ہیں، گزشتہ ۱۴ر دنوں سے ملک بھر میں پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کا سلسلہ جاری ہے۔ جمعہ کو تیل قیمتوں میں بھر اضافہ ہوا اور پٹرول اور ڈیزل تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے۔ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں لگاتار ہو رہے اضافہ کے بعد پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں تاریخ کی بلند ترین سطح پر ہیں۔ ممبئی میں جمعہ کے روز پٹرول 87 روپے اور ڈیزل 76 روپے فی لیٹر سے بھی پار پہنچ گیا۔ دہلی میں پٹرول پہلی مرتبہ تقریباً 80 روپے فی لیٹر ہو گیا ہے۔ یہاں پٹرول کی قیمت 79.99 روپے فی لیٹر ہوگئی ہے۔ دہلی میں ڈیزل کی قیمت 72.07 روپے فی لیٹر ہوگئی ہے۔ ملک کے بڑے شہروں کی بات کریں تو ممبئی میں پٹرول سب سے مہنگا ہے اور یہاں اس کی قیمت 87.39 روپے فی لیٹر ہوگئی ہے۔ چنئی میں پٹرول 83.13 روپے فی لیٹر میں مل رہا ہے۔ دوسری جانب ہندوستانی کرنسی 'روپیہ' کی ڈالر کے مقابلہ تنزلی کا سلسلہ بھی لگاتار جاری ہے اور اس نے تنزلی کا ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا، ڈالر کی قیمت جمعہ کو 72.12 روپے پہنچ گئی، جو ہندوستان کی تاریخ میں روپیہ کی سب سے بدترین حالت ہے۔ (قومی آواز)

کیرل سیلاب زدہ طلبہ کو ڈیجیٹل ڈاکومینٹ دیگا سی بی ایس ای

کیرل میں سیلاب سے مچی بھیانک تباہی میں جن طلبہ کے ڈاکومینٹس ضائع ہوگئے ہیں، ان کی سی بی ایس ای بورڈ مدد کرے گا۔ سی بی ایس ای بورڈ نے آفیشل ویب سائٹ پر ایک پریس ریلیز جاری کرکے کہا ہے کہ کیرل کے جن طلبہ کے مائگریشن، مارکس شیٹ، سرٹیفکٹ یا دیگر ڈاکومینٹس سیلاب میں کھو گئے ہیں یا خراب ہوگئے ہیں، ان سبھی طلبہ کو ڈجیٹل ڈاکومینٹس فراہم کیے جائیں گے، واضح ہو کہ کیرالہ میں ۱۳۰۰ر اسکول سی بی ایس ای سے ملحق ہیں۔ کیرالہ کے طلبہ اپنے ڈاکومینٹس ڈیجی لوکر (digilocker) کی ویب سائٹ اور ایپ پر لاگ ان کر کے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں، اس کے لیے سی بی ایس ۲۰۱۶۔۲۰۱۸ء تک کے سبھی دسویں اور بارہویں پاس طلبہ کو ڈیجی لوکر کا آئی ڈی اور پاس ورڈ ان کے موبائل فون پر بھیجے گا۔ (این ڈی ٹی وی)

این ڈی اے حکومت ہر مورچے پر فیل: سابق وزیر اعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ

سابق وزیر اعظم من موہن سنگھ نے وزیر اعظم نریندر مودی کی حکومت پر تیکھا حملہ کرتے ہوئے، اسے ہر مورچے پر ناکام قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سرکار میں نوجوان اور کسان پریشان ہیں، دلتوں اور اقلیتوں میں عدم تحفظ کا ماحول ہے۔ انہوں نے کہا کہ زراعت کو خطرے، بگڑتی ہوئی اقتصادی حالت کے علاوہ پڑوسی ملکوں سے تعلقات کے معاملہ میں بھی مودی حکومت فیل ثابت ہوئی ہے، اب ملک کے عوام کو متبادل پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

طب و سائنس

نوزائیدہ بچوں کے امراض

نوزائیدہ بچہ (بیمار ہوسکتے ہیں اور ان کی صحت تیزی سے خراب ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے طبی مدد جلدی سے حاصل کی جانی چاہیے۔ بچوں کے تشویشناک طور پر بیمار ہونے کی علامات مندرجہ ذیل ہیں، جن پر والدین کو توجہ دینی چاہیے اور مناسب کارروائی کرنی چاہیے:-

سستی اور اونگھنے کی حالت

نوزائیدہ بچے اپنا زیادہ تر وقت سونے میں گزارتے ہیں۔ تاہم، آپ کے بچے کو ہر کچھ گھنٹے کے بعد جاگ جانا چاہیے، جاگنے پر اچھی طرح سے غذا لینی چاہیے اور مطمئن اور چوکس دکھائی دینا چاہیے۔ آپ کو اس کے باقاعدہ معمول میں آنے والی تبدیلی کے بارے میں خاص طور پر چوکس رہنا چاہیے- یہ کسی بھی تشویشناک بیماری کی علامت ہوسکتی ہے۔ اگر وہ بہت زیادہ تھکا ہوا یا سوتا ہوا نظر آئے، بہت کم چوکس دکھائی دے اور کھانا کھانے کے لیے نہ جاگے، تو آپ کو اپنے بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہیے۔

سانس لینے میں دشواری

نوزائیدہ بچے کو سانس لینے کے نارمل طریقے پر قائم ہونے کے لیے یعنی فی منٹ 20-40 سانس لینا شروع کرنے کے لیے عام طور پر کچھ گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔ عام طورر جب وہ سو رہا ہوتا ہے تو وہ سب سے زیادہ باقاعدگی کے ساتھ سانس لیتا ہے۔ کبھی کبھی جب وہ جاگتا ہے تو بہت تھوڑی دیر کے لیے تیزی سے سانس لے سکتا ہے اور اس کے بعد معمول کے طریقہ پر لوٹ سکتا ہے۔

اگر آپ کو مندرجہ ذیل میں سے کچھ نظر آئے تو آپ کو اپنے بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہیے:

وہ لگاتار تیز سانس لے رہا ہے یعنی اگر اس کی عمر دو ماہ سے کم ہے تو فی منٹ آٹھ سے زیادہ سانس لینا یا اگر اس کی عمر 2-3 ماہ ہے تو فی منٹ پچاس سے زیادہ سانس لینا۔ سانس لینے کے لیے کوشش کرنا پڑ رہا ہے اور چوسنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ سانس لیتے وقت نتھنے چوڑے دکھائی دیتے ہیں۔ جلد اور ہونٹوں کا رنگ سیاہی مائل یا نیلا دکھائی دیتا ہے۔

دوران خون سے متعلق مسئلہ

نوزائیدہ بچے کو ٹھنڈے ماحول میں لے جانے پر کبھی کبھی اس کے ہاتھ اور پیر نیلے دکھائی دے سکتے ہیں لیکن گرم ماحول میں آنے پر انہیں پھر سے گلابی ہو جانا چاہیے۔ کبھی کبھی زور سے رونے کے لیے اپنی سانس کو کچھ لمحے کے لیے روکنے پر اس کے چہرے، زبان اور ہونٹ کو تھوڑا نیلا ہو جانا چاہیے۔ اگر اس کے پرسکون ہو جانے پر ان جگہوں کا رنگ تیزی سے معمول کے مطابق ہو جاتا ہے تو آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم، اگر آپ کا بچہ اچانک اور لگاتار پیلا پڑ رہا ہے یا اس کا پورا جسم نیلا ہو جاتا ہے، تو اسے دل یا پھیپھڑے سے متعلق مسائل ہوسکتے ہیں۔ ایسے میں فوری طبی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہائیڈریشن کی کیفیت

بچوں میں آسانی سے اور جلد ہی پانی کی کمی ہو جاتی ہے۔ یقینی بنائیں کہ آپ کا بچہ کافی مقدار میں سیال چیز کا استعمال کر رہا ہے، خاص کر جب وہ قی ءکر رہا ہو یا اسے اسہال ہو رہا ہو۔ پچھلے 24 گھنٹوں میں اس کے ذریعہ پیئے گیے دودھ کی مقدار کا حساب لگائیں اور اس کا اس کے معمول کے کھانے سے موازنہ کریں، جو کہ پہلے مہینے کے دوران یومیہ 10-22 اونز) 300-660 ملی لیٹر (ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہیں، تو اس کے ذریعہ سرگرم طور پر دودھ پلانے کے تعداد اور مدت کو نوٹ کریں۔ اگر آپ پر یقین نہیں ہیں کہ آپ کا بچہ کافی دودھ پی رہا ہے یا نہیں، ہسپتال میں ڈاکٹر سے رابطہ کرنا چاہیے۔ آپ اپنے بچے کے پیشاب کرنے کی تعداد اور مقدار کو دیکھ کر بھی اس کے سیال لینے کی مقدار کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ اگر آپ کے بچے نے پچھلے 24 گھنٹوں کے دوران کافی کم مقدار میں پیشاب کیا ہے مثال کے طور پر پہلے ہفتہ کے آخر تک چھوٹے بچوں نے 6 سے کم پھلیا تر کیا ہے تو اس میں پانی کی کمی ہونے کا خطرہ ہے۔ ایسی حالت میں آپ کو اپنے بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہیے۔

پیٹ پھولنا

کئی بچوں کا پیٹ تھوڑا بہت پھولا رہتا ہے خاص کر زیادہ کھانے کے بعد، لیکن یہ دو کھانوں کے بیچ ملائم محسوس ہونا چاہیے، خاص کر جب بچہ سو رہا ہو۔ اگر اس کا پیٹ مستقل طور پر پھولا ہوا اور ٹھوس محسوس ہو رہا ہے اور ساتھ ہی اس نے ایک دن یا اس سے زیادہ وقت سے پاخانہ نہیں کیا ہے یا پیٹ سے گیس نہیں نکلی ہے، یا وہ بار بار قی ء کر رہا ہے تو آپ کو اسے فورا ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہیے کیوں کہ یہ اس کی آنت سے متعلق تشویشناک مسئلہ ہوسکتا ہے۔

بخار

جب بھی آپ کا بچہ خلاف معمول طور پر چڑ چڑا یا گرم محسوس ہوتا ہے تو اس کا درجہ حرارت ناپیں۔ بغل کا درجہ حرارت ناپنا زیادہ محفوظ اختیار ہے اور 3 ماہ سے کم عمر کے بچوں کے لیے ایسا کرنے کی خاص صلاح دی جاتی ہے۔ اگر بغل کا درجہ حرارت 100.4F38C سے زیادہ ہے یا کان کا درجہ حرارت 100.4F38C سے زیادہ ہے تو آپ کو اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہیے کیوں کہ یہ انفیکشن کی علامت ہوسکتا ہے۔ جلدی طبی دیکھ بھال مہیا کرنا ضروری ہے کیوں کہ چھوٹے بچوں کی کیفیات بہت جلدی خراب ہوسکتی ہیں۔

مندرجہ ذیل حالات میں اپنے بچے کو فورا ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں۔

پیلا، اونگھتا ہوا اور گرم محسوس ہوتا ہے۔ سست ہے یا بہت زیادہ روتا ہے۔ ہرے یا خون آلود سیال قی ء کرتا ہے بالکل غذا نہیں لیتا ہے یا اس کی بھوک میں بہت زیادہ تبدیلی آتی ہے۔ مروڑ ہوتا ہے۔ مستقل طور پر بہت تیزی سے سانس لیتا ہے یا سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔ 15 سیکنڈ یا اس سے زیادہ وقت تک سانس لینا بند کر دیتا ہے۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ راشد العزیری ندوی

کیرالہ سیلاب: ۲۰ر ہزار کروڑ کے نقصان کا اندازہ

کیرل میں سیلاب سے 20 ہزار کروڑ کے نقصان کا اندازہ ہے۔ کیرالہ حکومت نے 2000 کروڑ روپے جلد سے جلد جاری کرنے کا مطالبہ کیا ہے؛ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ مرکز کی طرف سے کیرل حکومت کو اب تک محض 600 کروڑ روپے ہی ملے ہیں، گویا اونٹ کے منھ میں زیرا ڈالنے کا ''فعل نیک'' انجام دیا گیا ہے۔ کیرل کے وزیر اعلی نے کہا ہے کہ ان کی حکومت نریگا کے تحت 26 ہزار کروڑ کی علاحدہ مانگ کرے گی۔ ادھر ریاستی حکومت نے سیلاب میں برباد ہوئے گھروں کی مرمت کے لئے ایک لاکھ تک لون دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر اعلی کے دفتر کی طرف سے اس بارے میں ٹویٹ کیا گیا ہے۔ حکومت سیلاب سے برباد ہوئے گھروں کی مرمت کے لئے لون دینے کی سوچ رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اطلاع دی ہے کہ گھر کی خاتون رہنما کو دیئے جانے والے ایک لاکھ تک کے لون پر سود نہیں لگے گا اور یہ سود حکومت بھرے گی۔ کیرالہ میں سیلاب کو لے کر متحدہ عرب امارت کی 700 کروڑ کی مدد بھارت لے یا نہ لے اسے لے کر بھارت میں بات چیت چل رہی ہے۔ لیکن ہندوستان میں عرب امارات کے سفیر کا کہنا ہے کہ ان کی حکومت کی جانب سے اب تک مدد کے لئے سرکاری طور پر کوئی رقم طے ہی نہیں کی گئی ہے۔ انڈین ایکسپریس اخبار کے مطابق البانا نے کہا کہ سیلاب کے بعد اب حالات کا جائزہ لے کر کتنی مدد کی جائے اس کا اندازہ لگایا جا رہا ہے اور آخری رقم پر ابھی تک فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس ہفتے کے آغاز میں کیرل کے وزیر اعلی نے کہا تھا کہ ابوظہبی کے شہزادہ شیخ محمد بن زائد نے نریندر مودی کے ساتھ بات چیت میں 700 کروڑ کی مدد کی تجویز دی تھی۔ وہیں سی پی ایم کے ایم پی محمد سلیم نے کہا کہ صرف سی پی آئی اور کیرالہ کے لوگ نہیں، بلکہ پورے ملک کے لوگ یہ سوال کر رہے ہیں کہ اگر آپ کے پاس بیرونی ممالک کی جانب سے مالی مدد کے عدم قبول کی گنجایش ہے تو پھر کم از کم اس صورتحال میں اپنی طرف سے کچھ کرنا چاہئے۔ (اخبار مشرق ۲۵ر اگست ۲۰۱۱ء)

نتیش کمار کی کابینہ مدارس کی عمارت کی تعمیر کے لیے پچیس کروڑ روپے مختص

عزیز عبدالقیوم انصاری سکریٹری انجمن ترقی اردو بورڈ و ممبر سنڈیکیٹ پٹنہ یونیورسٹی نے پریس بیان جاری کر کے کہا ہے کہ نتیش کمار وزیر اعلیٰ بہار نے اپنے کابینہ کے ایک فیصلہ کے ذریعہ ۲۰۱۸-۲۰۱۹ میں پچیس کروڑ روپئے منظور شدہ مکان کی تعمیر، لائبریری اور بیت الخلاء بنانے کے لیے جاری کیا ہے۔ آزادی کے بعد پہلی بار بہار کی کسی حکومت نے اپنے سرکاری مد سے مدارس کے لیے مکان کی تعمیر کے لیے فنڈ مختص کیا ہے، اس سے پہلے بورڈ کے مدارس کی عمارت کی تعمیر بھی مدارس کی انتظامیہ کمیٹی اور عوامی چندے سے کی جاتی رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نتیش حکومت کا یہ فیصلہ ان کی اقلیت نوازی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اقلیت نوازی کا دعویٰ تو بہت سی حکومتیں کرتی رہی ہیں، لیکن نتیش حکومت نے عملی اقدام کر کے تعلیمی بہتری کوشش کی ہے۔ محکمہ اقلیتی فلاح نے اس سلسلہ میں ایک فارمیٹ جاری کیا ہے، جس کو سبھی ضلع کے اقلیتی فلاح افسر اور محکمہ اقلیتی فلاح حکومت بہار کے دفتر اور انجمن ترقی اردو بہار اردو بھون، اشوک راج پتھ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ وہ مدارس جن کو حکومت سے گرانٹ دی جا رہی ہے، اس فارمیٹ کو پر کر کے محکمہ اقلیتی فلاح کے ضلع دفاتر میں جمع کریں، مدارس کے ذمہ داروں سے گزارش ہے کہ حکومت بہار کے اس منصوبہ فائدہ حاصل کریں، جو پچیس کروڑ روپئے مختص کیے گئے ہیں اس سے فیضیاب ہوں، اس کے لیے کچھ اصول وضوابط بھی بنائے گئے ہیں، مثال کے طور پر منظور شدہ انتظامیہ کمیٹی کے خلاف پچھلے تین سالوں میں کوئی نظم وضبط کی کارروائی میں مجرم نہیں پایا گیا ہو، مدارس کے نام پر مناسب زمین مہیا ہو، مدارس میں کم از کم ۷۰ر طلبہ کا داخلہ ہو، متعلقہ مدرسہ کی منظوری کم از کم دو سال سے زیادہ سے ہو، منظور شدہ مدارس اگر اس اہلیت کو پورا کرتے ہیں، تو انہیں اس منصوبے کا فائدہ حاصل ہوگا۔

سرجن گھوٹالہ میں نائب وزیر اعلیٰ سشیل کمار مودی کی بہن کے گھر پر چھاپہ

انکم ٹیکس محکمہ نے ایک بڑی کارروائی کرتے ہوئے جمعرات کو بہار کے نائب وزیر اعلیٰ سشیل کمار مودی کی بہن ریکھا مودی کے گھر پر چھاپہ ماری کی۔ ریکھا مودی کے پٹنہ واقع گھر پر سریجن گھوٹالہ معاملے میں ہوئی اس چھاپہ ماری کو انتہائی اہم قرار دیا جا رہا ہے۔ چھاپہ ماری کے دوران بہار پولس کی ٹیم بھی وہاں موجود تھی اور سخت پہرے میں پورا کام مکمل ہوا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بہار کے سابق نائب وزیر اعلیٰ تیجسوی یادو لگاتار سشیل مودی پر اس گھوٹالے میں شامل ہونے کا الزام عائد کرتے رہے ہیں۔ اس سال جون میں ہی تیجسوی یادو نے ٹوئٹر پر کچھ کاغذات شیئر کرتے ہوئے بڑے الزامات لگائے تھے اور دعویٰ کیا تھا کہ سرجن گھوٹالے میں سشیل مودی کے رشتہ دار شامل ہیں۔ تیجسوی نے ٹوئٹر پر کئی دستاویزات بھی پوسٹ کیے تھے جن میں سریجن گھوٹالے میں استعمال کیے گئے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل پیش کی گئی تھی۔ قابل ذکر ہے کہ سریجن گھوٹالے میں اب تک کئی لوگوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ فی الحال معاملے کی جانچ سی بی آئی کر رہی ہے۔ اس گھوٹالے میں کئی بڑے لیڈروں اور ان کے رشتہ داروں کے نام بھی سامنے آ چکے ہیں۔ جہاں تک سشیل مودی کی بہن ریکھا مودی کا سوال ہے، ان کے تعلقات سریجن کی بانی منوما دیوی سے تھے۔

بقیات

بقیہ امت کا فریضہ ......اور یہ جو کہا گیا ہے کہ جماعت سے جو خارج ہوااور مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی ہوگی۔تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ کافر ہوگیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ گناہ گار مرا۔ چناں چہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:''**والمراد بالميتة الجاهلية وهي بكسر الميم حالة الموت كموت أهل الجاهلية على ضلال وليس له إمام مطاع لأنهم كانوا لا يعرفون ذلك وليس المراد أنه يموت كافرا بل يموت عاصيا.** (فتح الباری جلد:۱۳ر ص:۵)

''میتۃ جاہلیۃ جو بکسر میم ہے اس سے مراد حالت موت ہے۔یعنی مثل موت اہل جاہلیت کے (یعنی قبل زمانہ عہد رسالت محمدیہ کے) ضلالت کے ساتھ اور حال یہ ہو کہ اس کے لیے کوئی امام مطاع نہ ہو کیوں کہ اہل جاہلیت (قبل اسلام) امامت و امارت کو نہیں جانتے تھے (اور کوئی باضابطہ ان کا امیر نہیں ہوتا تھا) اور یہ مراد نہیں ہے کہ کافر مرا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ گنہگار مرا۔''

خلاصہ یہ ہے کہ قوم مسلم کا فرض ہے کہ جب امیر منتخب ہو جائے اور امارت قائم ہو جائے تو امیر کی اطاعت کرے اور اس کی حق باتوں کو تسلیم کرے اور اگر گناہ و معصیت کا حکم دے تو اس امر میں ہرگز اطاعت نہ کرے۔کیوں کہ '' **لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق وإنما الطاعة في المعروف**'' حکم شریعت ہے۔اور اگر خدانخواستہ کوئی امیر خلاف شریعت کام کرے تو اس وقت بھی مقاصد اسلام اور نظام اسلامی کے بقا اور حفاظت کے لیے اطاعت فی المعروف سے باہر نہ جانا چاہئے۔اور کسی حالت میں تفریق جماعت نہ کرنی چاہئے۔کیوں کہ یہ خود بدترین معصیت ہے۔سوا اس کے کہ امیر سے کفر صریح کا ارتکاب ہو اور اس کے کفر پر عندالقوم برہان من اللہ ہو اور اس طرح پر کفر ثابت ہو جس کی کوئی تاویل صحیح ممکن نہ ہو۔تو بیشک اس وقت اس کی اطاعت سے خروج کرنا چاہئے۔اور اس حال میں ایک لمحہ کے لیے بھی ایسا شخص مسلمانوں کا امام اور والی نہیں رہ سکتا ہے۔بخاری شریف میں بروایت حضرت عبادہ بن صامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان موجود ہے اور حافظ ابن حجرؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

وتقدم البحث في هذا الكلام على حديث عبادة في الأمر بالسمع والطاعة إلا أن تروا كفرا بواحاما يغني عن اعادته وهو في كتاب الفتن وملخصه أنه ينعزل بالكفر إجماعاً. فيجب على كل مسلم القيام في ذالك فمن قوي على ذلك فله الثواب و من داهن فعليه الإثم ومن عجز وجبت عليه الهجرة عن تلك الأرض. (فتح الباری جلد:۱۳ر ص:۲۰۹)

''حضرت عبادہ بن صامت کی اس حدیث پر کہ امیر کی سمع وطاعت واجب ہے۔سوائے اس صورت کے کہ تم صریح کفر دیکھو۔تو اس پر پوری بحث ہو چکی ہے۔جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور وہ کتاب الفتن میں مذکور ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب امام اور امیر سے صریح کفر کا ظہور ہو تو ہر مسلم پر واجب ہے کہ اس کے عزل (یعنی حکومت کافرہ کے ازالہ کے لیے آمادہ ہو جائے) پس جو شخص اس کے لیے تیار ہو اس کے لیے ثواب ہے اور جس نے مداہنت کی (اور کافر حاکم کی اطاعت پر راضی ہو کر چپ ہو گیا) اس پر گناہ ہوگا۔اور جو شخص بالکل عاجز اور مجبور ہے اس پر واجب ہے کہ اس ملک سے ہجرت کر جائے۔''

ہر مسلمان کو چاہئے کہ شریعت کے ان اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔اور اہم مقاصد کے لیے اس سے کمتر مقاصد کو نظر انداز کرے اور جماعتی اور جمہوری مقاصد کے آگے شخصی اغراض و مقاصد کو پس پشت ڈال دے۔

بقیہ نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیتوں کا فقدان-اسباب وتجاویز ......اساتذہ کی جانب سے کیئے جانے والے یہ اقدام نہ صرف طلبہ میں قائدانہ اوصاف پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں بلکہ دیگر افراد کے لئے رہنمایانہ اصول کا کام کرتے ہیں نتیجتاً شخصی ترقی، مثالی تمدن اور بہتر حکمرانی کی خصلتوں کو از خود فروغ حاصل ہوتا ہے۔یہ نظریہ بالکل درست ہے کہ ہر آدمی اچھا قائد یا لیڈر نہیں ہوتا، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ہر کوئی اچھا لیڈر بننے کی کوشش ضرور کرسکتا ہے۔سعی وکاوش کے باوجود بھی اگر اچھا لیڈر بننے میں وہ ناکام ہو جائے پھر بھی یہ امر یقینی ہے کہ وہ اپنی قائدانہ اقدار کے باعث کسی بہتر قائد کا پیرو ضرور بن جائے گا۔نوجوانوں کی شخصیت کو ہر مقام اور ہر محفل میں موثر و متاثر کن بنانے کے لئے ان میں چند عملی قائدانہ خصوصیات کو راہ دینا ضرور ہوتا ہے۔طلبہ افتراق و نفرت سے اعراض کرتے ہوئے، محبت و مودت کو فروغ دے کر، جہلا سے اپنا دامن بچاتے ہوئے، حق و سچ کا ساتھ دیتے ہوئے اپنی شخصیت کو دلکش اور اثر انگیز بنا سکتے ہیں۔اساتذہ طلبہ کی ایسی فکر سازی و ذہن سازی کریں کہ راستے میں حائل شواریوں سے وہ خوفزدہ ہونے کے بجائے بلند ہمتی سے کام لیں۔فکری استقامت اور بلند حوصلہ قیادت کے اہم اوصاف گردانے جاتے ہیں۔ایک بہترین قائد کی پہچان اس کی ذہنی بالیدگی، حوصلہ و ہمت، بلند نگاہی اور اس کے جرات مند اقدامات سے ہوتی ہے۔اساتذہ طلبہ کو ایسے عظیم رہنماؤں و قائدین کی زندگیوں سے سبق فراہم کریں جن کی قائدانہ صلاحیتوں نے معاشرے کا رخ ہی بدل دیا، زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔زمانے کی تغیرات و تبدیلیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے سماجی اقدار کی پاسداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے مستقبل کی قیادت کی تیاری بلاشبہ تعلیمی نظام اور اساتذہ کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔بچوں کی ابتدائی عمر میں اساتذہ ان کی ذات و ذہن میں قیادت کے بیج ڈال کر اس کی مناسب آبیاری و نگہداشت کے ذریعے معاشرے کی حقیقی تعمیر کا کام انجام دے سکتے ہیں۔ایک عظیم استاد معلومات کی منتقلی کے بجائے اپنے علم و فضل اور تجربے کے ذریعے شعور و آگہی سے متصف، علم و دانش کے ایک ایسے پیکر کو تراشتا ہے جو خدا ترس، ایماندار، سچا، انسان دوست، قانون کا پاسدار، جہد کار، ایثار و قربانی کا پیکر، کمزور اور محروموں کا ہمدرد، اساتذہ بزرگوں اور خواتین کا احترام کرنے والا شخص ہوتا ہے جس کے اندر گفت و شنید کے آداب ہوتے ہیں، نامساعد حالات میں بھی آگے بڑھنے کی لگن پائی جاتی ہے، جس کے اندر بحث و مباحثہ کا سلیقہ ہوتا ہے، وہ فیصلہ سازی کے فن سے واقف ہوتا ہے، مسائل پیدا کرنے کے بجائے وہ مسائل حل کرتا ہے، مخالفت کو خندہ پیشانی سے قبول کرتا ہے، مزاحمت کے آداب جانتا ہے، اولوالعزم ہوتا ہے، حوصلہ مندی، جرات، حق گوئی و بے باکی کی مثال ہوتا ہے ظلم کے خلاف پامردی سے کھڑا رہتا ہے۔ایسے انسانوں کی تعمیر کے باعث ہی استاد کو قوم کا معمار کہا جاتا ہے۔اساتذہ اپنے پیشے کی عظمت کا پاس ولحاظ رکھیں تاکہ انھیں دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل ہو۔

بقیہ کیرل کے سیلاب زدگان کے درمیان ....ظہر کی نماز کے بعد دن کا کھانا کھا کر وہاں سے مدرسہ کے ایک استاذ مولانا محمد ہارون صاحب کی رہنمائی میں نیمبوری پٹی گئے، وہاں ایک بستی میں کچھ مسلمانوں کی آبادی تھی جن کے گھروں کے اثاثے سیلاب میں ضائع ہو گئے تھے، وہاں ان لوگوں کو نقد امداد کی، پھر وہاں سے آگے بڑھے اور مغرب کے بعد تقریبا پچاس کیلو میٹر کے فاصلے پر کالی کٹ (کوزی کوڈ) ضلع کے ولیتّائی گاؤں پہونچے مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی ایک مشترک آبادی ہے جو سب سیلاب سے متاثر تھے، یہ غریب لوگ تھے اور پہاڑ کے بالکل کنارے پر رہائش پذیر تھے، ہم جب وہاں پہونچے تو ان لوگوں نے بتایا کہ ابھی تک کوئی بھی ریلیف ہم لوگوں کو نہیں ملی ہے آپ لوگ پہلی بار ہمارے پاس پہونچے، ان سب کی آنکھوں سے ہمارے لیے تشکر کے جذبات پھوٹ رہے تھے، کچھ لوگوں نے ٹوٹی پھوٹی ہندی میں بہت ہی دردمندانہ طریقہ سے ہمارا شکریہ ادا کیا، مولانا مجیب الرحمٰن صاحب بھی اپنی ٹیم کے ساتھ ہمارے شامل وہاں آئے تھے۔وہاں ہم لوگوں نے تمام حاجت مندوں کی فہرست بنائی اور وقتی طور پر ان سب کی نقد رقم سے مدد، ان سبھی مقامات پر فی کس دو ہزار روپئے دیے گئے۔ان لوگوں سے ان کی ضرورتوں کے اعتبار سے گھریلو سامان کی شکل میں مزید مدد کا وعدہ کرکے ہم وہاں سے واپس ہوئے، رات کے تقریباً دس بجے مالا پورم ضلع کے اری کوڈ پہونچے یہاں تبلیغی جماعت کا مرکز ہے، رات کافی ہو جانے کی وجہ سے اور چونکہ ادھر ہی سے وئیناڈ کا راستہ تھا اور ۵ر ستمبر کو وئیناڈ جانے کا پروگرام تھا، اس لیے رات میں یہیں قیام کا فیصلہ کیا گیا، رات کا کھانا وہیں ایک ہوٹل میں کھایا اور مسجد میں ہی سو رہے۔اگلے دن ۵ر ستمبر کو فجر کی نماز پڑھ کر وئیناڈ کے لیے روانہ ہوئے، وئیناڈ شمالی کیرالہ میں پہاڑ کی بلندی پر واقع ہے اور اری کوڈ جہاں رات میں ہمارا قیام تھا وہاں سے تقریبا ایک سو کیلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ساڑھے دس بجے وئیناڈ ضلع کے پانا مارم علاقے میں پہونچے، ۴ر ستمبر کو ہم نے پانی کے ڈرم کا آرڈر دیا تھا، اس لیے کہ عام طور پر یہاں پانی صبح اور شام میں آتا ہے اور گھر کے سارے اثاثے ضائع ہونے کی وجہ سے ان کے پاس پانی جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، لہٰذا ان لوگوں کو ڈھائی سو لیٹر کا پانی کا ڈرام دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ڈرم کا ٹرک پہونچ چکا تھا چنانچہ پانا مارم کے ایک غیر مسلم محلے میں چوبیس خاندانوں کے درمیان ڈرام تقسیم کیا، پانا مارم کے ہی ایک مسلم محلّہ میں چالیس خاندانوں کو ڈرام دیے گئے، یہاں بھی کچھ غیر مسلم ہندو اور عیسائی خاندانوں کو بھی ڈرام دیے گئے، اس کے بعد وہاں سے پاراکونچی اور چاڈکڑ و گاؤں میں گئے جہاں چالیس خاندانوں کو ڈرام دیا گیا۔ مقامی ساتھیوں میں اس طرح ۵ر ستمبر کا کام ختم ہوا، اسی درمیان تریم باڑی، کریم بن اور پانا مارم کے علاقے میں جن لوگوں کے مکانات بالکل ہی تباہ ہو گئے ہیں، ان کے لیے دوبارہ مکان بنانے پر کیا خرچ آئے گا اس کا اسٹمیٹ تیار کرایا، معلوم ہوا کہ دو سو اسکوائر فٹ کی جگہ میں دو کمروں اور بیت الخلاء پر مشتمل ٹین کے شیڈ کا مکان بنانے پر فی مکان اسی ہزار سے پچانوے ہزار تک کا خرچ آئے گا۔اب آج رات میں مقامی ذمہ داروں اور مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے مشورہ کیا جائے گا، اس کے بعد ان حضرات کی مدد کرنے کی شکل بنائی جائے گی۔لیکن اس پر ایک خطیر رقم خرچ ہوگی، اس لیے تمام اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ امارت شرعیہ کے ریلیف فنڈ میں زیادہ سے زیادہ مدد کریں تاکہ ہم فراوانی کے ساتھ ضرورت مندوں کی مدد کرسکیں اور کیرل میں ریلیف کا مضبوط اور قابل ذکر کام کرسکیں۔(جاری)

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۱۱/۹۹ /۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی، دربھنگہ) شاہینہ پروین بنت محمد صادر عالم مقام باقر گنج ابھوڑا، تھانہ لہریا سرائے ضلع دربھنگہ۔ بنام۔محمد علی ولد ماسٹر محمد عالم مرحوم مقام وڈاکخانہ واجد پور تھانہ منی گاچھی ضلع دربھنگہ۔ مدعا علیہ۔اطلاع بنام مدعا علیہ۔مقدمہ ہذا میں مدعیہ مذکورہ نے آپ کے خلاف عدالت دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ میں عرصہ آٹھ ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی مورخہ ۲ر صفر المظفر ۱۴۴۰ء مطابق ۱۱ر اکتوبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو خود مع گواہان وثبوت دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ میں بوقت ۹ر بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کرین، واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔

● مقدمہ نمبر ۱۲۴/۱۹۰۵/ ۳۷ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی) سنجیدہ خاتون بنت محمد ظہیر مقام مڑھیا ڈاکخانہ چپڑیا قاضی ٹولہ تھانہ بسفی ضلع مدھوبنی۔ مدعیہ بنام۔محمد زاہد ولد محمد گلاب عرف برساتی مرحوم مقام سرواں ڈاکخانہ بھتورا تھانہ بسفی ضلع مدھوبنی ۔ مدعا علیہ۔اطلاع بنام مدعا علیہ۔مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دار القضاء دملہ مدھوبنی میں ایک عرصہ سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲ر صفر المظفر ۱۴۴۰ء مطابق ۱۱ر اکتوبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات روز اتوار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن دار القضاء دملہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر عدم حاضری یا عدم پیروی کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔فقط۔

● مقدمہ نمبر ۶/۶۸ /۲۱۷/ ۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی) افسانہ پروین بنت عبد السلام مقام وڈاکخانہ پیغمبر پور تھانہ کیوٹی ضلع دربھنگہ۔ بنام۔گلزار اختر بنت محمد انور ساکن جے نگر پوسٹ جے نگر تھانہ جے نگر ضلع مدھوبنی۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے مدعا علیہ کے خلاف دار القضاء دملہ میں دعویٰ دائر کیا ہے کہ مدعا علیہ از عرصہ بعیدہ غائب ولا پتہ ہے، او وہ مدعا علیہ کے تمام حقوق سے محروم ہے، نان ونفقہ کا بھی انتظام نہیں کیا ہے، لہذا آپ مورخہ ۲ر صفر المظفر ۱۴۴۰ء مطابق ۱۱ر اکتوبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو دار القضاء دملہ میں بوقت ۹ر بجے دن خود مع گواہان وشواہد وثبوت حاضر ہو کر رفع الزام کریں، بصورت عدم حاضری وعدم پیروی آپ کے خلاف مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

نئی نسل کی دینی واخلاقی تربیت وقت کی ضرورت

اورنگ آباد میں مفکراسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ کا اصلاح معاشرہ کانفرنس سے خطاب

نئی نسل کی تربیت وقت کی اہم ضرورت ہے، والدین کی لا پرواہی اور غفلت کے نتیجے میں نئی نسل دین سے نا واقف ہوتی جارہی ہے، یہاں تک کہ ایسے بچے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جن کو دین کی بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں ہوتا، اور وہ کلمۂ طیبہ تک پڑھنا نہیں جانتے۔ان گرانقدر اور فکر انگیز باتوں کا اظہار آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی نے شہر اورنگ آباد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے زیر اہتمام دو روزہ اصلاح معاشرہ کانفرنس میں صدارتی خطاب پیش کرتے ہوئے کیا، آپ نے نماز کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ کی معراج یہ تھی کہ آپ آسمانوں پر لے جائے گئے ، اور اللہ کا قرب آپ کو حاصل ہوا، وہاں سے آپ نماز کی شکل میں تحفہ لے کر آئے ، اور فرمایا کہ نماز مسلمانوں کی معراج ہے۔افسوس کہ مسلمان اس معراج سے غافل ہیں۔بطور خاص فجر کی نماز میں کوتاہی برتی جارہی ہے۔حضرت امیر شریعت نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کی بنیادی تعلیم پاک وصاف رہنا ہے۔افسوس کہ بہت سارے نوجوان اس حالت میں ہوتے ہیں کہ وہ مسجد میں نہیں آسکتے۔انہیں سوچنا چاہئے کہ اگر ایسی حالت میں موت آگئی تو وہ اللہ کے سامنے ناپاکی کی حالت میں حاضر ہوں گے۔اس سے قبل مولانا جنید الرحمٰن قاسمی ، مولانا نظام الدین فخر الدین، مولانا عبدالحمید ازہری اور مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی نے خطاب کیا، ان حضرات نے اپنے خطاب میں ملت اسلامیہ کی پستی اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی برائیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اصلاحی کوششوں کا دائرہ وسیع کرنے پر زور دیا اور عام مسلمانوں کو اصلاح فکر وعمل کی ترغیب دی۔ بورڈ کے سکریٹری مولانا محمد عمیرین محفوظ رحمانی نے فرمایا کہ حالات تشویش ناک ضرور ہیں، لیکن ایمان والوں کو اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ مشکل حالات میں ثابت قدم رہیں اور دین وایمان پر جمے رہیں اور دوسروں کو جمانے کی محنت کریں۔

اخلاص واختصاص پیدا کیجئے

حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رفاعی ندوی کی دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ میں تشریف آوری اور طلبہ سے خطاب

حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رفاعی ندوی بنگلور رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و نائب صدر ملی کونسل کی دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ رضا نگر گون پورہ پھلواری شریف پٹنہ میں تشریف آوری ہوئی جو ملی کونسل کے کاموں سے ہندوستان کے چوبیس صوبے کے دورہ پر نکلے ہوئے ہیں۔پہلی بار دار العلوم تشریف لائے، طلبہ کی تعداد، تعلیم وتربیت کے روحانی وربانی ماحول اور یہاں کے نظم ونسق کو دیکھ کر ان کا دل باغ باغ ہو گیا، ان کے لئے استقبالیہ مجلس منعقد کی گئی ، مفتی شکیل احمد قاسمی استاذ مدرسہ نے دار العلوم الاسلامیہ کا جامع اور مختصر تعارف کراتے ہوئے کہا کہ: ۲۱؍شوال ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹؍جنوری ۲۰۰۰ بروز جمعہ کو حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نے نور الایضاح کا درس دیکر اس دار العلوم کا افتتاح کیا تھا اور اپنے کلیدی خطاب میں کہا تھا کہ یہ ادارہ عام اداروں کی طرح نہیں ہے، اس کی نسبت امارت شرعیہ کی طرف ہے، ترقی کرے گا اور کرتا چلا جائے گا، اس وقت طلبہ کی تعداد کل ۲۰؍تھی، آج شعبہ حفظ سے لیکر دورہ حدیث تک کی تعلیم ہوتی ہے، اور طلبہ کی تعداد تقریبا ۵۰۰ ہے اور حضرت مولانا سہیل احمد ندوی جو منتظم ہیں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو انتظام وانصرام کے لیے ہی پیدا کیا ہے، ان کی نگرانی میں یہ ادارہ روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

اس کے بعد جناب مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ وسکریٹری دار العلوم الاسلامیہ نے مہمان مکرم کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ زمانہ طالب علمی سے ہی حضرت مولانا کو جانتا ہوں، حضرت بنگلور شہر سے تعلق رکھتے ہیں، رفاعی سلسلہ کے پیر طریقت ہیں، بہت ساری تنظیموں کے رکن رکین ہیں اور بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں، میں نے ان کی چند کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

مہمان مکرم حضرت مولانا مصطفیٰ رفاعی صاحب نے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے شیخ ومرشد حضرت مولانا سید ابو الحسن ندوی طلبہ اور اساتذہ کو دو باتوں کا خاص طور پر تاکید کرتے تھے، انہیں دو باتوں کی میں بھی آپ کو تاکید کروں گا۔(۱) اخلاص (۲) اختصاص، اخلاص کو تو ہم سب جانتے ہیں آپ کا بھی ایک شغل ہے میرا بھی ایک شغل ہے ہر آدمی کا ایک شغل اور کام ہوتا ہے، سب کاموں کو اللہ کی خوشنودی ہی کے لئے کرنا، یہی اخلاص ہے، اخلاص ہی سے عمل مقبول ہوتا ہے، اخلاص نہ ہو تو سب کام ضائع وبرباد ہو جاتے ہیں، امام بخاری علیہ الرحمہ نے پہلی جو حدیث لائی ہے وہ ہے انما الاعمال بالنیات کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، یعنی اللہ کی خوشنودی ہی کی نیت کرنے سے کوئی عمل باعث اجر وثواب ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کو اخلاص کی ضرورت ہے، کسان کو، ماں کو، تاجر کو لیکن بطو خاص علماء کو اخلاص کی زیادہ ضرورت ہے، اس لیے کہ علماء کرام امت کے لئے بمنزلہ انجن کے ہیں، اور انجن کو زیادہ سے زیادہ طاقت وقوت چاہئے ، اس لیے علماء کو اخلاص اور تقوی کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے، اچھا موقع ہے ہم لوگ اللہ کے گھر میں ہیں نیت کریں کہ اے اللہ ہم سب کام تیری رضا کے لئے کرتے ہیں اور کریں گے، انشاء اللہ۔ ۹۸ فیصد بچے اور بچیاں اسکول اور کالج میں زیر تعلیم ہیں، سب کے سب ڈگری اور روزگار کے لئے پڑھ رہے ہیں، ان کے یہاں اخلاص کہاں، ان کے پاس جانا ہے، سب کی نیتوں کو درست کرنا ہے، ڈانٹنا نہیں ہے، جھڑکنا نہیں ہے، صرف نیت کو بدلنا ہے، ان شاء اللہ سب کام عبادت بن جائیں گے۔ دوسری چیز ہے اختصاص، اختصاص کہتے ہیں کہ جو کام کر رہے ہیں اس کے لیے پورا وقت دینا، اس کے لئے وقف ہو جانا اور پوری دل چسپی سے اس کام کو کرنا، آپ درجہ حفظ میں ہیں یا درجہ عربی میں، کھانے ، سونے اور تفریح کے وقت کے علاوہ تمام وقت کو پڑھنے میں ہی لگانا ، یہ اختصاص ہے، تب علم میں کمال حاصل ہو سکتا ہے، یا جو بھی کام کر رہا ہے، اس کے لئے وقف ہو جانا اور پوری دل چسپی سے اس کام کو کرنا اختصاص کہلاتا ہے، ویسے اختصاص کے اور بہت سے معانی ہیں۔ اخیر میں ایک بات کہہ کر رخصت ہونا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ موت کا کوئی ٹھکانہ نہیں کہ کب آجائے ، ہم سب اللہ کی امانت ہیں اور ہماری زندگی اللہ کی امانت ہے، کب اللہ تعالیٰ یہ امانت ہم سے واپس لے لے اس لئے ہر وقت اللہ کے پاس جانے کے لئے تیار رہیں۔

ووٹر لسٹ میں ناموں کا اندراج اہم قومی مسئلہ: محمد شبلی القاسمی

حق رائے دہی کی حیثیت بنیادی ہے، جس سے جمہوریت کو مضبوطی ملتی ہے اور ووٹ کی طاقت سے ہم اپنی پسند کے ممبران وحکمراں کا انتخاب کرتے ہیں، اس لیے بہت ضروری ہے کہ ووٹر لسٹ میں ہمارا نام درج ہو، یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے عام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہوئے کہیں، انہوں نے کہا کہ جن لوگوں کی عمر یکم جنوری ۲۰۱۹ء کو ۱۸/ سال پوری ہونے جارہی ہے، وہ لازمی طور پر پہلی فرصت میں اپنا نام ووٹر لسٹ میں اندراج کرائیں، جس کے لیے رہائشی اور شناختی ثبوت کے ساتھ الیکشن کمیشن کے ذریعہ تیار کئے گئے فارم کی خانہ پری کریں، اس کے بعد ہی ووٹر لسٹ میں نام شامل ہوگا، الیکشن کمیشن نے یکم ستمبر سے ۳۱/ اکتوبر تک ووٹر لسٹ میں ناموں کے اندراج کا سلسلہ شروع کیا ہے، جو کہ بلا خرچ کے آسانی سے ہو رہا ہے، ان کی مقرر کردہ تاریخوں کے بعد یہ کام انتہائی مشکل ہو جائے گا، اس لیے جن لوگوں کے نام پہلے سے درج ہیں، وہ ووٹر لسٹ کو چیک کر لیں کہ نام موجود ہے، یا کسی وجہ سے حذف ہو گیا ہے، اگر نام شامل نہیں ہے تو دوبارہ درج کرائیں نام، عمر اور پتے کی جانچ بھی اچھی طرح کر لیں؛ تاکہ غلط ہو تو تصحیح ہو جائے، الیکشن کمیشن کے نمائندے آپ کی مدد کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں گے، اگر کسی علاقہ میں اہلکار ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں تو فورا اعلیٰ عہدے داران DM یا ADM اور BDO سے رابطہ کریں اس کے باوجود اگر کوئی دشواری ہو تو امارت شرعیہ سے فورا رابطہ کریں اور ہرگز کوتاہی وغفلت نہ برتیں، ورنہ مستقبل میں ان کے لیے مشکل مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، مولانا قاسمی نے یہ بھی کہا کہ ملک کے موجودہ حالات میں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کام کو ابھی سے ترجیحی بنیاد پر شروع کر دیں، مساجد کے ائمہ کرام، مدارس کے علماء کرام، نقبا امارت شرعیہ اور سماج کے دانشور اصحاب، ملی وسماجی شخصیات جنگی پیمانے پر اس کام کی اہمیت سے عام مسلمانوں کو واقف کرائیں اور فکر مندی کے ساتھ بیداری مہم چلائیں اور ووٹر لسٹ میں یقینی طور پر نام درج کرائیں، ائمہ کرام اسے ملی فریضہ سمجھ کر مساجد سے لوگوں کو اس کی اہمیت بتائیں، لگ بھگ آٹھ جمعہ ہمارے پاس بچے ہیں، اس میں اس کا اعلان کریں، گاؤں میں نوجوان اور تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی جائے اور ان لوگوں کی نگرانی میں ہر گاؤں یہ کام انجام پائے ، ہم جس گاؤں میں رہتے ہیں، اگر وہاں دوسرے مذاہب کے بھائیوں کا بھی نام ووٹر لسٹ میں موجود نہیں ہے تو ان کا بھی نام شامل کرانے کی مخلصانہ تحریک چلائیں، اس کام کو ملی، سماجی اور مذہبی ذمہ داری سمجھ کر انجام دیں، اس سے متعلق پمفلٹ لوگوں کے درمیان تقسیم کریں اور عام گذرگاہوں، نشست گاہوں پر اسے چسپاں کریں، شہروں سے لے کر گاؤں تک آباد تعلیم یافتہ خواتین کے ذریعہ بھی خواتین میں ووٹر لسٹ میں نام اندراج کے تعلق سے بیداری پیدا کریں۔الغرض کام کی اہمیت کو سمجھ کر فوری طور پر اس پر عمل شروع کر دیں۔

ناظم امارت شرعیہ کی حج بیت اللہ سے واپسی

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب قاسمی اور نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی کی حج وزیارت بیت اللہ سے پٹنہ واپسی پر دفتر امارت شرعیہ میں ایک استقبالیہ مجلس منعقد ہوئی جس میں ناظم صاحب نے روداد سفر سناتے ہوئے فرمایا کہ سعودی حکومت نے حجاج کرام کو ہر طرح سہولت پہونچانے کے لئے بہتر سے بہتر انتظامات کئے، منی مزدلفہ وعرفات میں بھی عمدہ نظم ونسق تھا، ماشاء اللہ منزل تک پہونچنے کے لئے کئی نئی سڑکیں تعمیر ہوگئی ہیں، حجاج کرام کی حفظان صحت کا بھی پورا خیال رکھا گیا، مکہ اور مدینہ کے پر کیف ماحول میں ذکر وتلاوت کا خوشگوار ماحول بنا رہا، ہم لوگوں نے تمام مقدس مقامات پر ادارہ کی ترقی واستحکام ملک وملت کی خوشحالی اور امن وسکون کی دعائیں کیں، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حج ایک مقدس فریضہ ہے، اس لئے اس راہ کے مسافر کو اگر کہیں کوئی وقتی دقتیں پیش آجائیں تو گلے شکوے سے پرہیز کرنا چاہئے اور مقصد سفر کو پیش نظر رکھنا چاہئے ، گرچہ ہم لوگوں کو کہیں کوئی دشواری نہیں ہوئی ، ہر جگہ اللہ کی غیبی نصرت حاصل رہی ہے، اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ ہمارے مبارک سفر کو قبول فرمائے۔

اس سے قبل نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے کارکنان کی طرف سے استقبالیہ کلمات میں ناظم صاحب کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ حضرت ناظم صاحب مقدس سرزمین کی زیادت کر کے تشریف لائے ہیں، اس لئے ہم لوگوں کے لئے دعا فرمائیں کیوں کہ جب کوئی حاجی حج سے واپس ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں، چنانچہ ناظم صاحب نے اجتماعی دعا کرائی، اس نشست میں جناب محمد مظاہر صاحب، جناب اعجاز احمد صاحب سابق چیرمین بہار مدرسہ بورڈ ، جناب جاوید اقبال ایڈوکیٹ کے علاوہ دفتر امارت شرعیہ میں موجود تمام ذمہ داران وکارکنان نے شرکت کی۔

Volume:56/66,Issue:35 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

مجھے اس کا کوئی گلہ نہیں کہ بہار نے مجھے کیا دیا
تری آرزو تو نکال دی تیرا حوصلہ تو بڑھا دیا
(ڈاکٹر کلیم عاجز)

کیرالا کی تباہی پر سیاست

معصوم مرادآبادی

صدی کا سب سے خوفناک سیلاب جنوبی ہند کی ریاست کیرل کو بہا کر لے گیا ہے، وہاں تباہی اور بربادی کے دلدوز مناظر دیکھنے کو ملے ہیں، پوری ریاست کا بنیادی ڈھانچہ تہس نہس ہوگیا ہے۔ اس سیلاب نے اب تک ساڑھے چار سو سے زیادہ لوگوں کو زندہ نگل لیا ہے اور دس لاکھ لوگ بے گھر ہوگئے ہیں۔ اربوں روپے کی جائیداد اور مال واسباب سیلاب کی نذر ہوچکا ہے۔ ایسی تباہی کی مثال گزشتہ ایک سو سال کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ پورے ملک میں انسانیت دوست عوام نے کیرل کے مصیبت زدگان کے لئے ہر ممکن امداد مہیا کرائی ہے، زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے کیرل کے عوام کا ہاتھ بٹایا ہے، فوجی جوانوں نے زندگی اور موت کے درمیان جھول رہے ہزاروں لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس انسانی فریضے کو ادا کرتے وقت کسی نے یہ نہیں سوچا کہ مصیبت زدہ لوگوں کا مذہب کیا ہے اور وہ کس ذات، یا فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؛ لیکن مصیبت کی اس دردناک گھڑی میں ہمارے ملک کے اندر کچھ ایسے بھی لوگ ہیں، جو کیرل کی تباہی اور بربادی پر گھناؤنی سیاست کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ملک کے موجودہ سیاسی نظام نے ایک ایسے طبقے کو سر اٹھانے کا موقع فراہم کیا ہے، جو ہر شے کو تعصب اور تنگ نظری کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کیرل میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے درمیان جہاں ایک طرف ہندوؤں کو مسجدوں میں اور مسلمانوں کو مندروں میں پناہ مل رہی تھی اور وہاں کے لوگ فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور بھائی چارے کی بے مثال نظیریں پیش کررہے تھے تو وہیں دوسری طرف فرقہ پرست اور فسطائی عناصر یہ اعلان کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کررہے تھے کہ کیرل میں سیلاب کی تباہ کاری دراصل گئوکشی کا عذاب ہے۔ آل انڈیا ہندو مہا سبھا کے صدر سوامی چکرپانی مہاراج نے ٹی وی ٹوڈے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''کیرل کے باشندوں کو گائے کاٹنے کی سزا مل رہی ہے، جو لوگ گائے کاٹتے ہیں انہیں قدرت کے عذاب سے روبرو ہونا پڑتا ہے۔'' انہوں نے یہ بیان شاید اس لئے دیا کہ کیرل میں سیلاب سے متاثر ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد مسلمانوں پر مشتمل ہے اور کئی مسلم اکثریتی اضلاع پوری طرح تباہ ہوچکے ہیں؛ لیکن سوامی چکرپانی اس سوال کا کوئی جواب نہیں دے پائے کہ چند سال پیشتر شمالی ہندوستان کی ہندو اکثریتی ریاست اتراکھنڈ میں خوفناک سیلاب کن گناہوں کا نتیجہ تھا، جس میں ہزاروں برادران وطن نے اپنی قیمتی جانیں گنوائیں تھیں۔ فرقہ پرستی اور تعصب کا اظہار محض سوامی چکرپانی جیسے فسطائی ذہنوں تک ہی محدود نہیں ہے؛ بلکہ سرکاری سطح پر بھی اس کی بو باس محسوس کی گئی ہے، ملک کے لئے اس سے زیادہ شرمناک صورت حال کوئی دوسری نہیں ہوسکتی۔ ملک میں تباہی و بربادی کہیں بھی ہو، انسانیت کراہ اٹھتی ہے اور لوگ جوق در جوق مصیبت زدگان کی مدد کے لئے آگے آتے ہیں۔ یہی سب کچھ کیرل کے سیلاب سے متاثرہ افراد کے لئے بھی بڑے پیمانے پر ہوا۔ پورا ملک ان کی مدد کے لئے آگے آیا اور ہر ایک نے بساط بھر مصیبت زدگان کی مدد کی۔ لیکن بی جے پی کی قیادت والی مرکزی حکومت کے خزانے کا منہ اچانک اس تباہی پر بہت چھوٹا ہوگیا۔ بہت کوشش کے باوجود مرکزی حکومت کے خزانے سے محض چھ سو کروڑ روپے کی امداد ہی کیرل کے باشندوں کو دستیاب ہوسکی۔ جبکہ وہاں تباہی کا تخمینہ ۲۶؍ ہزار کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ایک طرف مرکزی حکومت نے سیاسی وجوہات کی بنا پر کیرل کو معمولی امداد پر ٹرخا دیا اور دوسری طرف جب بیرونی دنیا نے کیرل کے مصیبت زدگان کی مدد کرنی چاہی تو اسے لینے سے انکار کردیا۔

کیرل کے لئے سب سے بڑی مدد کا اعلان متحدہ عرب امارات نے کیا تھا اور سات سو کروڑ کی رقم کیرل کے سیلاب زدگان کو دینے کی بات کہی تھی۔ صوبائی حکومت نے امداد کی یہ رقم لینے پر رضامندی بھی ظاہر کردی تھی۔ لیکن مرکزی حکومت اس میں آڑے آگئی اور یہ امداد لینے سے منع کردیا گیا۔ کہا گیا کہ ہم گھریلو ذرائع سے ہی راحت رسانی کریں گے۔ امارات کی امداد قبول نہ کرنے کے مرکزی حکومت کے فیصلے پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کیرل کے وزیراعلیٰ پی وجین اور اپوزیشن کانگریس نے سخت الفاظ میں تنقید کی۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ متحدہ عرب امارات کیرل کے باشندوں کا وطن ثانی ہے۔ اس لئے اس کی مدد قبول کی جاسکتی ہے اور ضرورت پڑے تو اس کے لئے مرکزی حکومت کے ضابطے تبدیل کئے جاسکتے ہیں۔ خود متحدہ عرب امارات کی حکومت کا بھی یہی کہنا تھا کہ کیرل کے باشندوں نے ان کے ملک کی تعمیر وتشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے لہٰذا وہ مصیبت کی اس گھڑی میں انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتے، بعد کو جب اس امداد پر تنازع کھڑا ہوا تو متحدہ عرب امارات نے اپنی پیشکش واپس لے لی۔ یہاں بنیادی سوال یہ ہے کہ اگر مرکزی حکومت غیرملکی امداد وصول کرنے پر پابندی لگا رہی ہے تو اسے کیرل کی تباہی میں ہاتھ بٹانے کے لئے خود آگے آنا چاہئے؛ لیکن وہ ایسا کرنے سے بھی گریزاں ہے، جہاں تک غیرملکی امداد قبول نہ کرنے کا سوال ہے تو ہمیں یاد آتا ہے کہ ۲۰۰۱ء میں جب گجرات میں خوفناک زلزلہ آیا تھا اور جس میں ہزارہا لوگ ہلاک ہوگئے تھے تو اس وقت کے وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے مصیبت زدگان کی مدد کے لئے غیرممالک سے مدد طلب کی تھی۔

یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ کیرل ملک کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ریاست ہے اور وہاں کے عوام میں انسانیت کی خدمت کا جذبہ سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں کیرل کی نرسیں اپنی خدمت اور انسانیت نوازی کے لئے جانی جاتی ہیں۔ اسی طرح دنیا میں جہاں جہاں کیرل کے لوگ آباد ہیں وہ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ لیکن ایسے وقت میں جب کیرل پر صدی کی سب سے بڑی آفت نازل ہوئی ہے تو مرکزی حکومت محض اس لئے سیاست کھیل رہی ہے کہ وہاں بی جے پی کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور وہاں کمیونسٹ پارٹی کی حکومت ہے۔ مرکزی حکومت کے اس رویے سے پریشان ہوکر کیرل کے وزیر خزانہ ڈاکٹر تھامس آئزک کہتے ہیں کہ یا تو مرکزی حکومت غیرملکی راحت رسانی کی اجازت فراہم کرے یا اس کمی کا معاوضہ ادا کرے۔ کیرل کے وزیراعلیٰ کا اندازہ ہے کہ ان کا صوبہ پوری طرح تباہ ہوگیا ہے اور اس کی تعمیر نو کے لئے خطیر امداد کی ضرورت ہے۔

کیرل سرکار نے اس تباہی وبربادی کے لئے پڑوسی ریاست تمل ناڈو کو قصوروار ٹھہرایا ہے۔ کیرل حکومت نے سپریم کورٹ میں کہا ہے کہ ملا پیریار باندھ سے اچانک پانی چھوڑ دیا گیا، جس کی وجہ سے کیرل میں صدی کا سب سے بڑا سیلاب آگیا؛ لیکن بعض دیگر حقائق اس سیلاب کی کچھ دوسری وجوہات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کیرل کے محل وقوع اور اس کے حساس زون کو نظر میں رکھ کر ہی گاڈگل کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں کیرالا کو ماحولیاتی صورت حال سے بچانے کی سفارش کی تھی۔ اس کمیٹی نے مغربی گھاٹوں کے ایک لاکھ چالیس ہزار کلومیٹر کے فاصلے کو تین زون میں تقسیم کرنے پر زور دیا تھا؛ تاکہ ماحولیات کا تحفظ کرنے میں آسانی ہوسکے۔ اس کمیٹی نے ریاست کے حساس مقامات پر کان کنی اور کھدائی کرنے پر پابندیاں عائد کرنے کی بھی سفارش کی تھی۔ علاوہ ازیں اراضی کو غیر جنگلاتی مقاصد کے استعمال کو روکنے اور بلند وبالا عمارتوں کی تعمیر پر پابندی کی سفارش بھی کی تھی؛ لیکن ۲۰۱۱ء میں پیش کی گئی گاڈگل کمیٹی کی رپورٹ پر توجہ نہیں دی گئی؛ بلکہ اس رپورٹ کو مسترد کرکے اس کی سفارشات کو قبول کرنے سے انکار کردیا گیا۔ گاڈگل کمیٹی نے کیرل کی سیلاب زدہ صورت حال کے لئے غیر ذمہ دارانہ ماحولیاتی پالیسی کو قصوروار ٹھہراتے ہوئے کہا ہے کہ یہ تباہی خود انسانوں کی لائی ہوئی ہے۔ کیرل کے سیلاب کی سنگین ترین صورت حال ملک کی ان تمام ریاستوں کے لئے ایک سبق ہے، جو جغرافیائی طور پر سیلاب کے خطرات کے لئے حساس سمجھی جاتی ہیں۔

کیرل کے سیلاب زدگان کی مدد کے لیے حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی اپیل

محترم ومکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ صحت وعافیت کے ساتھ ہوں!

ہندوستان کی جنوبی ریاست کیرل میں آئے تباہ کن سیلاب کی تازہ صورت حال سے آپ واقف ہیں، اس بھیانک سیلاب نے قومی مصیبت کی صورت اختیار کرلی ہے، کیرل کے ۱۴؍ اضلاع میں سے ۱۳؍ اضلاع تباہ کن سیلاب کی زد میں آئے، جس سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے، خاص طور پر مسلم اکثریتی ضلع **ملاپورم، اڈکی، ویناڈ، کالی کٹ وغیرہ** سب سے زیادہ متاثر ہوئے، امارت شرعیہ کی ایک پانچ رکنی ریلیف ٹیم ایک ہفتہ سے مسلسل کیرالہ کے مختلف اضلاع میں سیلاب زدگان کے درمیان جان فشانی کے ساتھ بلاتفریق مذہب ریلیف اور راحت رسانی کا کام کررہی ہے۔ اخبارات، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے آپ تک بھی سیلاب کی تباہ کاریوں اور امارت شرعیہ کے ریلیف ورک کی خبریں پہونچ رہی ہوں گی، ریلیف ٹیم کی رپورٹ کے مطابق وہاں ابھی مزید مضبوط پیمانے پر کام کرنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر بے گھر ہوئے لوگوں کی باز آبادکاری کی فکر کرنا بہت ضروری ہے اور مصیبت کی اس گھڑی میں انسانی ہمدردی کی بنیاد پر بڑے پیمانے پر ان مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنی چاہئے۔ مصیبت زدگان کی خدمت کرنا اور ان کی مصیبت کو کم کرنا بڑا کار خیر ہے، اس کے لیے سبھی حضرات کو تعاون کا ہاتھ بڑھانا چاہئے۔

آپ سے گذارش ہے ک آپ اپنے علاقہ میں انفرادی واجتماعی طور پر تحریک چلاکر مصیبت زدگان کی مدد کریں اور اپنے احباب کو بھی اس جانب متوجہ کریں۔ اگر آپ امارت شرعیہ کے ذریعہ اپنا تعاون متاثرین تک پہونچانا چاہتے ہیں تو اپنی رقم بیت المال امارت شرعیہ میں بھیجیں، تاکہ بروقت متاثرین تک امداد پہونچائی جاسکے۔ ان شاء اللہ آپ کی رقم مصیبت زدگان کی تکلیف دور کرنے کے لیے خرچ کی جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والسلام

(محمد ولی رحمانی)

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

نوٹ: جو حضرات چیک یا ڈرافٹ کے ذریعہ رقم بھیجنا چاہیں وہ چیک اور ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں:

IMARAT SHARIAH PATNA

مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ ٹرانسفر بھی کرسکتے ہیں:

A/C Name: IMARAT SHARIAH, A/C No: 10331726226
Bank Name: State Bank of India, Branch: J.C.Road Patna
IFSC CODE: SBIN0001233

WEEK ENDING-10/09/2018, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے